وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

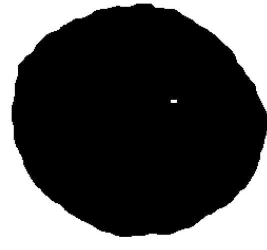
اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

عَالَمِ بَرْزَخ

تالیف:

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

عالم برزخ



حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
مہتمم دار العلوم دیوبند

عمران اکیڈمی
۴۰ - بی اردو بازار، لاہور فون ۲۲۱۶۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۸۹۷ء ...... وفات: ۱۷ر جولائی ۱۹۸۳ء

حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے ایک والا نامہ قاری محمد طیب صاحب قاسمی کے نام لکھا جس میں عالم برزخ کے مسئلہ پر راہنمائی چاہی۔ حضرت قاری صاحب نے مختصر جواب دیا۔ اس پر مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے شکریہ ادا کیا۔ مگر تفصیل طلب کی۔ اس پر قاری صاحب نے ذیل کا حوالہ نامہ تحریر کیا جو ایک کتابچہ کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ ۱۵ر اپریل ۱۹۶۹ء کا تحریر کردہ خط ہے۔ عمران اکیڈمی بی/۴۰ اردو بازار لاہور کے شائع کردہ ''عالم برزخ'' کو ہم اس مجموعہ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

وسط ۱۹۶۹ء میں حضرت مولانا عبدالماجد صاحب زید مجدہٗ دریابادی کا والا نامہ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام بایں طلب موصول ہوا کہ: ''برزخ سے رابطہ قائم کرنے کا اگر آپ کے ذہن کوئی طریقہ ہو یا بزرگوں سے سننے میں آیا ہو تو اس بارے میں کچھ تحریر فرمایا جائے۔''

حضرت حکیم الاسلام مدظلہٗ نے جواباً ایک مختصر مضمون تحریر فرما کر بھیج دیا۔ اس کے بعد مولانا ممدوح کا والا نامہ موصول ہوا جس میں چند واقعات بھی انتقال فرمانے والوں کے اور انہیں خوابوں میں دیکھنے کے تحریر فرمائے۔

مولانا دریابادی مدظلہٗ نے حضرت حکیم الاسلام دام مجدہٗ سے موضوع زیر بحث پر تفصیلی مضمون کی حسن طلب کے ساتھ مضمون مختصر پر اپنے دقیق و جامع تاثر کا اظہار ایک مؤثر و بلیغ جملہ میں اس طرح فرمایا کہ: ''عالم برزخ سے رابطہ قائم کرنے کے بارے میں ارسال فرمودہ مضمون کافی، وافی اور شافی ثابت ہوا، برزخی مقامات کے بارے میں قاسمی ذہن و ذکاء سے کسی تفصیلی مضمون کا آرزومند ہوں۔''

اس پر حضرت مدظلہٗ نے یہ تفصیلی مضمون تحریر فرمایا جو حضرت مولانا دریابادی مدظلہٗ کے اپنے اخبار ''صدق جدید'' لکھنؤ میں بالاقساط شائع ہو چکا ہے۔ اس مقالے نے اہل علم سے سند قبول حاصل کی اور بذریعہ خطوط اسے کتابی صورت میں شائع کرنے پر اصرار کیا گیا۔ اس لئے اس مضمون کو جو درحقیقت حضرت مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہٗ کے نام حضرت حکیم الاسلام مدظلہٗ کا ایک ناقابل فراموش علمی مکتوب ہے۔ اس کی علمی گہرائی اور اصلاحی گہرائی کے پیش نظر کتابی صورت دی جا رہی ہے، جسے ملت پر وقت کی دو عہد آفریں علمی شخصیتوں کے احسان علمی کے اعتراف اور تشکر و امتنان کی مخلصانہ تقدیم کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو بزرگوں کے علم و معرفت سے ملت کو تادیر بانصیب و مستفید فرماتا رہے۔ آمین!

(مولانا) محمد سالم قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند

جوابی مکتوب

حضرت المخدوم المعظم دامت معالیہم

سلام مسنون نیاز مقرون!

مکرمت نامہ مؤرخہ ۱۵/اپریل ۱۹۶۹ء باعث سرفرازی ہوا۔ میں کل پرسوں ہی کیرالہ، مدراس اور بمبئی وغیرہ کے سفر سے واپس دیوبند پہنچا تو صحیفہ گرامی سے مشرف ہوا۔ اس ناکارہ اور دریوزہ گر اہل علم و فضل پر توجہات عالیہ کا مبذول ہونا اپنے لئے انتہائی سعادت ہے۔ اس توجہ فرمائی کو بجز حوصلہ افزائی اور کس عنوان سے تعبیر کروں؟ علم تو نہ کل تھا نہ آج ہے، پھر بھی بزرگوں کا سوال فرمانا در پردہ تعلیم دینا ہے۔ حدیث جبریل میں سوالات جبریل کو تعلیم دین ہی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ ''اتاکم یعلمکم دینکم'' اساتذہ اگر طلبہ سے سوال کرتے ہیں تو وہ جواب کا راستہ دکھلا کر انہیں تعلیم ہی دینا ہوتی ہے۔ عہد الست میں حق تعالیٰ نے بندوں سے الست کا سوال فرما کر درحقیقت

عقیدہ ربوبیت کی تعلیم ہی دی تھی۔ استفہام اقراری ہو یا انکاری، ظاہر میں سوال ہوتا ہے اور حقیقت میں تعلیم، یہی صورت آں محترم کے سوالات کی سمجھتا ہوں اور اس شفقت بزرگانہ کا دل سے معترف اور ممنون ہوں کہ سوالات کے ذریعہ اس ناکارۂ علم کو علم کی طرف متوجہ فرمایا جا رہا ہے۔ حق تعالیٰ ایسے بزرگوں کا سایہ تادیر قائم رکھے اور ان سے مستفید ہوتے رہنے کے مواقع بیش از بیش عطاء فرمائے۔

تمہید

صورت مسئولہ میں جو خیالات ذیل میں عرض کئے ہیں وہ چند خیالات پریشان ہیں، جنہیں پیش کرتے ہوئے تو شرم آتی ہے، مگر امر سے مجبور ہوں۔ خدا کرے کہ لائق التفات ثابت ہوں۔ اوّلاً ایک مختصر سی بات بطور تمہید عرض ہے۔

تین جہاں اور ان سے نفس انسانی کا مختلف النوع تعلق

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے، جسم اور روح۔ اس کا مجموعہ ہی نفس انسانی کہلاتا ہے۔ اس نفس انسانی کو طبعاً تین جہانوں سے گزرنا ہے۔ ایک دنیا جو دار العمل ہے۔ ایک آخرت جو دار القرار ہے اور ایک برزخ جو دار الانتظار ہے۔ ان تینوں جہانوں کے احکام اور ان کی نوعیت الگ الگ ہے۔

عالم دنیا، عالم برزخ اور عالم آخرت سے تعلق کی نوعیت

دنیا میں جسم اور جسمانی زندگی اصل ہے، روح اس کے تابع ہو کر اس کے اثرات قبول کرتی ہے۔

برزخ میں روح اور روحانی زندگی اصل ہے جسم اس کے تابع ہو کر اس کی نعمت و مصیبت کے اثرات قبول کرتا ہے، خواہ وہ اپنی ہیئت پر ہو یا بکھر جائے۔

اور آخرت روح و جسم کا مکمل امتزاج ہے جس میں ہر ایک اپنے اپنے تاثر میں مستقل ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا ادراک اور اپنا اپنا انتفاع ہے۔ برزخ چونکہ دنیا اور آخرت کے بیچ میں ہے، اس لئے اس کا ان دونوں جہانوں سے تعلق ہے، آدمی جیسے برزخ میں رہتے ہوئے آخرت کی نعیم و جحیم کا مشاہدہ کرتا ہے، روحانی طور پر ان سے متلذذ یا متألم ہوتا ہے اور مد برات آخرت کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے۔ ایسے ہی برزخ میں رہتے ہوئے دنیا کی معلومات سے بھی حسب حیثیت و مرتبہ مستفید ہوتا ہے۔ دنیا والوں کے اعمال خیر یعنی دعاء، ایصال ثواب، افاضہ باطنی اس تک پہنچتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اہل دنیا کی زیارت سے بھی منتفع ہوتا ہے۔ پھر خود بھی اپنے اسی قسم کے تصرفات دعا اور ہمت باطن سے افاضۂ انوار و کیفیات حتیٰ کہ اپنی ملاقات و زیارت کا بھی انہیں موقع دیتا ہے جس کے لئے نصوص شرعیہ موجود ہیں۔

برزخ کا عالم دنیا سے قریبی تعلق

لیکن غور کیا جائے تو برزخ کا تعلق بہ نسبت آخرت کے دنیا سے زیادہ ہے۔ کیونکہ انسانی نفس کا ایک مستقل جزو (روح) جیسے عالم برزخ میں ہے، ویسے ہی اس کا دوسرا مستقل جزو (بدن) دنیا کے عالم میں موجود ہے۔ خواہ ہیئت بدن ہو یا بہیئت ذرات، لیکن آخرت میں قبل از قیامت انسانی نفس کا کوئی جزو بھی مستقلاً قائم اور مستقر نہیں۔ چہ جائیکہ خود نفس قائم ہو، یہ الگ بات ہے کہ وقتاً فوقتاً اسے عالم آخرت کے اہم مقامات اور عجائبات کی

سیر کرادی جائے یا مشاہدہ ہوجائے اور وہ روحانی طور پر ان کی نعمتوں اور کلفتوں سے متلذذ اور متألم بھی ہو لیکن قیامت سے پہلے آخرت چونکہ انسان کا مستقر نہیں اور اس کا کوئی جز تک بھی وہاں جنت یا نار میں ٹھہرا ہوا نہیں کہ اس کے ہی حیلہ سے انسان کو وہاں اقامت گزیں اور قیام پذیر کردیا جائے۔ اس لئے اس کے تعلق کی نوعیت بھی صرف ایک مشاہداتی یا جزوی طور پر انتفاعی رابطہ کی ہے بخلاف دنیا کے کہ اس میں اس کا ۲/۱ حصہ (بدن) مقیم ہے خواہ اپنے ہیئت پر یا بصورت ذرات۔

اہل برزخ کی دنیا سے اور اہل دنیا کی برزخ سے دلچسپی کی لطیف علمی توجیہہ

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ برزخ کو جتنا تعلق دنیا سے ہے، اتنا آخرت سے نہیں۔ اس کا قدرتی تقاضا ہے کہ برزخی اہل دنیا سے اور اہل دنیا برزخی افراد سے ملنے، زیارت کرنے اور ان کے احوال ومقامات جاننے کے خواہشمند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ قبر میں سوال وجواب کے بعد کامیاب میت کی پہلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ مجھے اجازت دے دو کہ میں اپنے اعزہ واقارب کو تسلی دے آؤں کہ میں بہت اچھی حالت میں ہوں۔ بالفاظ دیگر میں اپنے احوال ومقامات ان تک پہنچادوں یا جیسے بنص قرآنی شہداء حق تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے ان اعلیٰ مقامات کی خبر ہمارے دنیوی بھائیوں تک پہنچا دی جائے تاکہ وہ بھی جہاد فی سبیل اللہ کی طرف راغب ہوجائیں۔ اسی طرح برزخ والے دنیا والوں کے احوال بھی معلوم کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ جیسے بنص حدیث نبوی مرنے کے بعد روح کے عالم برزخ میں پہنچتے ہی میت کے اعزہ واحباب اس کے اردگرد جمع ہوجاتے ہیں اور اپنے اپنے عزیزوں کے حالات بے تابی سے دریافت کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ملائکہ کو یہ کہہ کر انہیں روکنا پڑتا ہے کہ اسے دم تو لینے دو، یہ موت کی شدتوں سے چورچور ہوکر آرہا ہے۔

بہرحال جانبین سے ایک دوسرے کے احوال ومقامات جاننے کی یہ خواہش اسی بناء پر ہے کہ برزخ کا دنیا سے اور دنیا کا برزخ سے بہت قریب کا رشتہ کہ ہر ایک کا ایک نصف حصہ دنیا میں ہے اور ایک نصف حصہ برزخ میں۔

اہل برزخ اور اہل دنیا کے درمیان باہم واقفیت حال کے پانچ طریقے

حق تعالیٰ کی بالغ حکمت نے جب ان دونوں جہانوں میں اس تقسیم اجزاء کی وجہ سے یہ خواہش فطرتوں میں ڈال دی ہے تو اسی کی فیاض قدرت کا یہ بھی تقاضا تھا کہ وہ اس خواہش کی تسکین کا سامان بھی پیدا فرمائے اور ایسے وسائل وذرائع پیدا فرمادے کہ برزخ والے دنیوی مقامات واحوال سے اور دنیا والے برزخی مقامات واحوال سے خود بلاواسطہ بھی باخبر ہوتے رہیں اور ان مقامات کی معرفت حاصل کرتے رہیں۔

یہ وسائل وطریق کیا ہیں؟ سو کتاب وسنت کی روشنی میں جہاں تک اپنے نارسا ذہن کی رسائی ہوئی پانچ طریقے سامنے آئے جن سے براہ راست برزخی مقامات واحوال کا فی الجملہ علم ہوسکتا ہے۔

پانچوں طریقوں کا اجمالی تعارف

ایک عینی مشاہدہ، دوسرے مخبر صادق کی خبر، تیسرے صاحب واقعہ کی اطلاع دہی، چوتھے انکشاف قلبی، پانچویں قیاس واستنباط۔

پانچوں طریقوں کے فنی اور اصطلاحی عنوانات

ان ہی پانچ مقامات کو اگر قدرے ترتیب بدل کر اور اصطلاحی لفظوں میں لاتے ہوئے حجتوں کے انداز سے بطور فنی ترتیب کے ادا کیا جائے تو ذیل کے عنوانات سے ادا کر سکیں گے۔

پہلا استدلال شرعی، دوسرا کشف باطنی، تیسرا رؤیائے صادقہ، چوتھا عبرت واعتبار، پانچواں عیان ومشاہدہ۔

پہلا مقام علماء کا ہے، دوسرا عرفاء کا ہے، تیسرا صلحاء کا ہے، چوتھا عقلاء کا ہے اور پانچواں ہرکس وناکس کا ہے۔

پھر ان مقامات کی نوعیت یہ ہے کہ پہلا مقام اختیاری اور یقینی ہے، دوسرا اکتسابی ظنی ہے، تیسرا غیر اختیاری مگر ظنی ہے، چوتھا اختیاری ظنی ہے اور پانچواں کلیہ غیر اختیاری مگر یقینی ہے جو محض موہبت من اللہ ہے، ان پانچوں طریقوں سے لوگوں نے برزخی مقامات تک علمی اور عرفانی رسائی حاصل کی ہے۔

طریق اوّل استدلال شرعی کی روحانی تفصیل وتقسیم

ا...... اوّلین مرتبہ استدلال شرعی کا ہے کہ اللہ ورسول ﷺ برزخ کے بارے میں خود خبر دیں اور امت اس سے استدلال کر کے اس پر ایمان لائے۔

استدلال کا شخصیاتی درجہ

(الف) استدلال شرعی کے درجہ میں ایک درجہ شخصیاتی ہے کہ کسی شخص معین کا نام لے کر اللہ ورسول اسے جنت یا مقام یا برزخ میں عالی مقام ظاہر فرمائیں تو ظاہر ہے کہ یہ معرفت یقینی اور واجب الاعتقاد ہوگی۔

شخصیاتی استدلالی کی مثالی توضیح

جیسے ایک بار حضور اقدس ﷺ کے دائیں طرف صدیق اکبر ﷛ اور بائیں طرف فاروق اعظم ﷛ تھے اور ایک دوسرے کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے نکلے اور حضور ﷺ نے فرمایا: ''ھکذا نبعث'' اسی طرح ہم گلے میں باہیں ڈالے ہوئے قبروں سے اٹھیں گے جس سے مقامات برزخ پر روشنی پڑتی ہے یا جیسے حضرت بلال عین نزع کے وقت بے حد خوش وخرم نظر آرہے تھے۔ چہرہ انتہائی بشاش اور امنگوں سے پر محسوس ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں شوق وخوشی سے لبریز آواز میں فرمایا: ''غداً نلقی محمدا واصحابہ'' (کل کو ان شاء اللہ محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سے ملاقات ہوگی) یہ درحقیقت اپنا برزخی مقام ظاہر کرنا تھا کہ وہ معیت نبوی میں ہوگا اور ظاہر ہے کہ یہ فرمانا قیاس وتخمین سے ممکن نہ تھا بلکہ قوت یقین اور جوش ایمان سے تھا جو بلاشبہ امر تعبدی ہے عقلی اور قیاسی نہیں۔ اس لئے حدیث مرفوع کے حکم میں ہوگا اور یہی کہا جائے گا کہ اس برزخی مقام کی حضور ہی نے اطلاع دی ہوگی جس پر انہیں اس درجہ کامل وثوق اور یقین تھا اور یقین بھی محض عقلی نہیں بلکہ یقین حالی تھا۔ اس لئے اس اطلاع کو استدلال شرعی کے دائرہ میں شخصیاتی مقام کہا جائے گا۔ جس سے ہمیں ایک برزخی مقام کی معرفت حاصل ہوئی۔

استدلال شرعی کا طبقاتی درجہ

(ب) شرعی استدلال کا دوسرا درجہ طبقاتی ہے اللہ و رسول کسی خاص طبقہ کے برزخی مقام کو ظاہر فرمائیں جس میں اشخاص و افراد کا تذکرہ نہ ہو بلکہ ایک طبقہ اور صنف کا ذکر ہو۔

طبقاتی استدلال کی مثالی توضیح

جیسے قرآن کریم میں شہداء کا مقام بیان فرمایا گیا کہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس سے رزق پاتے ہیں اور بنص حدیث انہیں سبز پرندوں کے خول دیئے جائیں گے جن میں وہ اڑ اڑ کر جنتوں میں سیر کریں گے اور انہیں اس کے پھلوں، باغوں اور نہروں سے متنفع ہونے کی آزادی ہوگی۔ لیکن جنت اس وقت ان کا قرار نہ ہوگی بلکہ ان کا قراری مقام وہ سونے اور جواہرات کی قندیلیں ہوں گی جو عرش میں آویزاں ہوں گی اور یہ ارواح طیبہ اپنے ان برزخی اجسام کے ساتھ ان میں بسیرا کریں گی۔

مزید اکرام و تنشیط کے لئے ان سے بار بار پوچھا جاتا رہے گا کہ کچھ اور چاہتے ہو؟ وغیرہ، اس سے ایک خاص طبقہ کا برزخی مقام مشخص ہوا، اس لئے جو بھی شہادت کے مرتبے کو پہنچے گا، اس کے لئے اسی مقام کی شہادت دی جائے گی۔

استدلال شرعی کا کلیاتی درجہ

استدلال شرعی کا تیسرا درجہ مقام کلیاتی ہے جس میں برزخی مقام معلوم کرنے کا محض اصولی معیار ذکر کر دیا گیا ہو۔ یعنی اشخاص یا طبقات کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف ایک کسوٹی دے دی گئی ہے کہ ہر شخص کو اس پر پرکھ کر دیکھ لیا جائے تو اپنا اور برزخی کا مقام معلوم ہو سکے گا۔

حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا کہا: "تحشرون کما تموتون وتموتون کما تحیون" تمہارا حشر اس حالت پر ہوگا جس پر موت آئی تھی اور موت اسی حالت میں آئے گی جس پر زندگی گزاری ہے۔

اس کلیہ میں ہر شخص کے محشر کا مقام پہچاننے کی کسوٹی تو حالت موت کو بنایا گیا ہے اور برزخی مقام پہچاننے کے لئے (جو موت سے شروع ہو کر یوم محشر پر ختم ہوتا ہے) دنیا کی عملی زندگی کو معیار تعارف فرمایا گیا ہے۔ پس اخروی مقام کے لئے ذریعہ تعارف برزخ ہے اور برزخی مقام کے تعارف کے لئے ذریعہ تعارف دنیوی زندگی کی رفتار ہے جو اصولاً ہر انسان کے سامنے اپنی یا اپنے متعارف انسانوں کی کسی نہ کسی حد تک مستحضر رہتی ہے۔ اس سے برزخی مقام کے پہچاننے کا ایک اصولی اور کلیاتی طریقہ معلوم ہوا جس سے انسانوں کے اعمال اور زندگی دیکھ کر فی الجملہ ان کے برزخی مقام کو پہچانا جا سکتا ہے۔

کلیاتی استدلال کی مثالی توضیح

یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیسے معلوم کریں کہ اللہ کے یہاں ہمارا کیا مقام اور کیا رتبہ ہے؟ فرمایا: اپنے عمل کو دیکھ لو، یعنی عمل کی نوعیت سے قرب اور تقرب الٰہی کی نوعیت معلوم

کرو۔ پھراس تعارفی طریقہ کواور ذرا وسیع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: اگر تمہارے پڑوسی تمہارے حق میں نیک گواہی دیں تو سمجھ لو کہ تم عنداللہ بھی اچھے ہو۔ پھراس معیاری دائرہ کواور زیادہ وسیع کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ: تم زمین پر خدا کے سرکاری گواہ ہو جس کے حق میں جیسی گواہی دے دو گے وہ اللہ کے نزدیک بھی ویسا ہی مانا جائے گا، خواہ وہ دنیا میں ہو یا برزخ اور آخرت میں۔ چنانچہ دنیا میں ایک جنازہ گزرنے پر حضور نے فرمایا کہ: جنت واجب ہوگئی اور علت وجوب یہ فرمائی کہ لوگ اس کے بارے میں کلمہ خیر کہہ رہے تھے کہ اچھا آدمی تھا، لہٰذا جنتی ہوگیا اور ایک دوسرا جنازہ گزرنے پر فرمایا کہ: جہنم واجب ہوگئی۔ کیونکہ لوگ اس کے بارے میں کہتے جارہے تھے کہ بہت برا آدمی تھا۔ خس کم جہاں پاک!

اسی طرح آخرت میں بھی بحق اقوام اس امت کی شہادت معتبر ہوگی اور امت پر رسول شاہد ہوں گے جیسے قوم نوح کا فیصلہ اسی امت کی شہادت پر کیا جائے گا۔

ہر سہ استدلال شرعی کے اجمال وتفصیل سے برزخی مقامات کا اندازہ

بہرحال استدلال شرعی کا ایک مقام شخصیاتی ہے، ایک طبقاتی ہے اور ایک کلیاتی، جس سے ہر انسان کے برزخی مقام کا فی الجملہ اندازہ ہوسکتا ہے۔

پھران تینوں مقاموں میں اجمال وتفصیل کا فرق بھی ہے۔ مثلاً شخصی طور پر کسی کے لئے یا مقام کی تفصیلات ارشاد فرمائی گئیں ہوں یا اسے درجہ اجمال میں ذکر کیا گیا ہو۔ اسی طرح طبقاتی اور کلیاتی اطلاعات میں بھی اجمال وتفصیل کا فرق ہے کہ کسی کے لئے ایک ایک عمل کو شخص کے ساتھ یا نوعی طور پر الگ الگ گنا کر اس کا برزخی ثمرہ تفصیل سے ظاہر کیا جائے تو وہ اس عمل کنندہ کا تفصیلی برزخی مقام ہوگا۔

شہداء کے برزخی مقام کا اجمالی اور تفصیلی نصوص سے تعین

جیسے شہداء کے مقام کو قرآن کریم نے تو اجمالاً ذکر فرمایا کہ وہ برزخ میں زندہ ہیں۔ رزق پاتے خوش بخوش ہیں، بشارتیں اور خوشخبریاں پاتے رہتے ہیں، نہ ان پر غم ہے نہ خوف اور حدیث نبوی نے اسی مقام کی جزوی تفصیلات بھی بیان فرمائیں کہ ان کے بسیرے کی جگہ سونے اور زبرجد کے قندیل ہوں گے جو عرش میں آویزاں ہیں وہ سبز پرندوں کے خول میں اڑتے اور جنتوں میں سیر کرتے پھریں گے اور وہاں کے باغوں اور نہروں سے سیراب ہوکر سرسبز وشاداب ہوتے رہیں گے۔ انہیں نشاط میں لانے کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے سوال وجواب کا سلسلہ بھی جاری رہے گا کہ ماتریدون؟ اور کیا چاہتے ہو؟ یا علیٰ ما تشاؤن مجھ سے مانگو۔ مجھے تمہاری خواہش کا پورا کرنا ہے۔ وغیرہ! بعض احادیث میں غیر شہداء کے لئے بھی اتنا ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کی ارواح پرندوں کی طرح جنتوں میں اڑتی پھریں گی اور وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہوں گی اور پھر اپنے مقام پر آجائیں گی۔ گویا شہداء کو تو بدن بھی اس عالم کا دیا جائے گا جو پرندوں کی شکل میں ہوگا اور عامہ مومنین کی ارواح کو یہ بدن نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ پرندوں سے تشبیہ دے کر فرمایا گیا کہ ان کی روحیں بلا بدن کے اڑتی پھریں گی جنہیں یقیناً شہداء سے کم درجہ کا حظ ولذت حاصل ہوگی۔

ان نصوص سے برزخ کے دو مقام نوعی طور پر معلوم ہوئے جن کی تفصیل اسی دنیوی زندگی کے عمل کی تفصیل کا ثمرہ ہے جیسے ان ہی شہداء کے بارے میں عمل کی ایک خاص صورت سے برزخ کے ایک خاص مقام کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔"کفی ببارقة السیوف علی رأسه فتنة" (شہید کے) سر پر چہار طرف (میدان جنگ میں) تلواروں کی چمک کا فتنہ اور ڈر فتنۂ برزخ کا بدل ہے جو برزخ میں بچاؤ کے لئے کافی ہے اور ان کے لئے اس کے بعد برزخ میں کوئی ڈر اور فتنہ نہیں۔

اعمال صالحہ کے ذریعہ برزخی مقامات کا تعین اور ان کا نوعیاتی فرق

بہر حال یہ شہداء کا برزخی مقام ہے جو اشخاص سے الگ ہو کر طبقہ کا بتلایا گیا ہے جس کا معیار دنیا کی عملی زندگی ہے جس درجہ کی شہادت ہوگی اسی درجہ کا اور اسی نوعیت کا برزخی مقام ہوگا اور اس کا معیار دنیا کی زندگی کا عمل ظاہر فرمایا گیا۔

یا اسی طرح نوعی طور پر برزخ میں بعض عاصیوں کی مثالیں حضور کو دکھلائی گئیں جنہیں ان کے عصیانی عمل کے مناسب برزخ میں عذاب کا مقام دیا گیا یا عذاب سے نجات دکھلائی گئی تو نجات دہندہ عمل کی نشاندہی فرمائی گئی۔

نماز کا برزخی مقام

جیسے حدیث میں ہے کہ آپ نے ایک میت کو برزخ میں دیکھا کہ ملائکہ عذاب نے اسے چہار طرف سے گھیر کر وحشت میں ڈال رکھا ہے تو نماز آئی اور اسے ان کے ہاتھوں سے چھڑا کر لے گئی۔

روزے کا برزخی مقام

یا فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو (برزخ میں) دیکھا کہ اس کی زبان پیاس کی شدت سے باہر نکلی ہوئی ہے اور جس پانی کے قریب جاتا ہے اسے وہاں سے دھکیل دیا جاتا ہے تو رمضان کے روزے آئے اور اسے سیراب کر گئے۔

غسل جنابت کا برزخی مقام

یا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ برزخ میں انبیاء علیہم السلام کے حلقے ہیں اور ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ کسی حلقہ میں جانا چاہتا ہے تو اسے دھکے دیئے جاتے ہیں تو غسل جنابت کا عمل آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے میرے حلقے میں میرے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔

حج کا برزخی مقام

یا فرمایا کہ میں نے برزخ میں دیکھا کہ ایک شخص کے چہار طرف اور اوپر نیچے ظلمت ہی ظلمت چھائی ہوئی ہے اور اسے کوئی راہ مفر نہیں ملتی جس سے وہ حیرت اور غم میں مبتلاء ہے کہ اچانک اس کا حج اور عمرہ آیا اور اسے ظلمتوں کے پردوں سے نکال کر نور کے میدان میں پہنچا گیا۔

صدقات کا برزخی مقام

یا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میری امت میں سے ایک شخص کی طرف آگ کی لپٹیں بڑھ رہی ہیں اور وہ ہاتھوں سے اپنے منہ کو بچانا چاہتا ہے (مگر بچا نہیں پاتا) کہ اس کے صدقات آئے اور اس کے اور آگ کے درمیان حجاب بن گئے۔

اچھے اخلاق کا برزخی مقام

یا فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو (برزخ میں) دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل ہے ٹانگیں رہ گئیں ہیں اور وہ چل پھر نہیں سکتا۔ ساتھ ہی اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب بھی حائل ہے (کہ گھٹنوں کے بل سرکے بھی تو جائے کیسے) تو اس کا خلق حسن آیا اور اسے بارگاہ حق میں داخل کر دیا۔

منصوص عبادات کا برزخ میں ہمہ جہتی دفاعی مقام

یا جیسے حدیث میں ہے کہ قبر میں دائیں طرف سے عذاب بڑھتا ہے تو نماز روکنے کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ''الصلوۃ برھان'' انسان کی دستاویز میں فرمایا گیا ہے اور دستاویزی حجت کو عدالت میں ادب سے دائیں ہاتھ ہی سے پیش کیا کرتے ہیں۔ بائیں طرف سے عذاب بڑھتا تو روزے روکنے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ کیونکہ اسے ''الصوم جنۃ'' روزہ کو ڈھال فرمایا گیا ہے اور حملہ روکتے وقت ڈھال بائیں ہاتھ ہی میں رہتی ہے۔ سر کی طرف عذاب بڑھتا ہے تو قرآن کی آیتیں جو دماغ میں محفوظ ہیں روکنے کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن فرمان سلطانی ہے اور مراحم خسروانہ طلب کرتے ہوئے سفارش میں شاہی فرمان کو سر پر رکھ کر پیش کیا جاتا ہے کہ میں پشتینی وفادار حکومت ہوں، میرے یہاں شاہی فرامین آتے تھے اس لئے مجھے اس عذاب سے نجات دی جائے۔ پیروں کی طرف سے عذاب بڑھتا ہے تو زکوۃ وصدقات روکنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ مالیات انسان کی پا مزد یعنی چلت پھرت کی کمائی ہے، اس لئے اسے پیروں ہی کی طرف سے عذاب کی مدافعت کرنی چاہئے تھی۔

مبطون کا برزخی مقام

یا جیسے حدیث میں ہے کہ مبطون (پیٹ کا مریض جیسے دست اور پیچش وغیرہ) شہادت کی موت مرتا ہے تو فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اسے صبح صام جنتوں سے رزق پہنچاتا ہے کہ یہ بھی ایک برزخی مقام ہے۔

یا جیسے یوم جمعہ میں مرنے والے کو فتنہ قبر سے محفوظ فرمایا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ! سب برزخی مقامات ہیں جنھیں نوعی طور پر احادیث میں ارشاد فرمایا گیا اور معیار عمل کو قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کسی کا عمل دیکھ کر ہم اس کے مقام برزخی پر استدلال کر سکتے ہیں اور اسے پہچان سکتے ہیں۔

برے اعمال کے ذریعہ برزخی مقامات کی تعیین

اسی طرح برے اعمال کے بارے میں ارشاد نبوی ہے کہا: ''استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه'' پیشاب کی چھینٹوں سے بچو کہ عامۃ عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے، جس سے برزخ کے ایک عذابی مقام کا علم ہوا جس کے ذریعہ بے احتیاطی سے پیشاب کی چھینٹوں سے آلودہ ہونا ہے۔

ترک طہارت اور چغل خوری کا برزخی مقام

یا ارشاد نبوی ہے کہ آپ کا گزر دو قبروں پر ہوا اور فرمایا کہ: ''انهما يعذبان وما يعذبان في كبير أ احدهما يمشي بالنميمة بين الناس ويترك الآخر الاستبراء من البول''

(ترجمہ) ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑی بات سے نہیں، معمولی بے احتیاطی سے، ایک چغل خوری کیا کرتا تھا اور ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

جس سے واضح ہے کہ ترک طہارت اور انسانوں میں عداوت پیدا کرانے کا ارتکاب بھی برزخ میں عذابی مقام بنانے کا سبب بنتا ہے۔

غیبت کا برزخی مقام

دوسری روایت دوسرے کے بارے میں ہے کہ: ''اما احدهما فكان يأكل لحم الناس''

(ترجمہ) ایک ان میں آدمیوں کا گوشت کھایا کرتا تھا (یعنی غیبت کیا کرتا تھا) جس سے غیبت بھی عذابی مقام بنانے میں مؤثر ثابت ہوئی۔

بلا طہارت نماز کا برزخی مقام

یا جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فلاں شخص نے بلا طہارت نماز پڑھ لی تھی تو اسے قبر میں ایک کوڑا مارا گیا جس کی ضرب سے اس کی قبر میں پانی اور تیل بہہ پڑا اور قبر اس بھر گئی۔ تھوڑی دیر میں اصل حالت لوٹی تو پھر وہی کوڑا مارا گیا اور پھر وہی کیفیت ہوگئی۔ اسی طرح تین بار ہوا۔ معلوم ہوا کہ ترک طہارت اور صلوٰۃ بے طہارت سے بھی برزخ کا ایک برا ٹھکانہ قائم ہوتا ہے۔

زنا کا برزخی مقام

یا زانیوں اور زانیات کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کا ٹھکانہ ایک آتشیں تنور کی صورت میں ہوگا جس کا منہ اوپر سے تنگ اور چھوٹا ہوگا اور نیچے سے چوڑا اور فراخ ہوگا اور جب آگ بھڑک کر اوپر کو اٹھے گی تو اس کے ساتھ یہ سب زوانی وزانیات بھی جو برہنہ اس آگ میں ہوں گے اوپر کو اٹھتے ہی چلے جائیں گے مگر تنور کا دھانہ تنگ ہونے کی وجہ سے پھر نیچے جا پڑیں گے۔ اس لئے زنا بھی برزخ کا ایک خاص ٹھکانہ بنانے کا ذریعہ ثابت ہوا۔

اسی طرح جبار، متکبر اور آنکھ مارنے والے تمسخر شعار لوگوں کے لئے مختلف الالوان عذابات ذکر کئے گئے ہیں جو ان برے عملوں سے بنتے ہیں۔

استدلال شرعی کے ذریعہ مختلف اعمال کو دیکھ کر اپنے برزخی مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے

اسی لئے دنیا میں ان اعمال کو دیکھ کر برزخ کے ٹھکانے کی نوعیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے اور ہر ایک کو اپنی عملی زندگی سامنے رکھ کر اپنا ٹھکانہ اس دنیا ہی میں معلوم ہوسکتا ہے۔ بہرحال استدلال شرعی اجمالی ہو یا تفصیلی اس سے مقامات برزخ اجمالاً اور تفصیلاً معلوم ہوجاتے ہیں اور آدمی کے لئے موقعہ ہوتا ہے کہ توبہ واستغفار کے ذریعہ ان برے مقامات سے خلاصی حاصل کرلے اور آئندہ کے لئے ان برائیوں سے بچ جائے اور انہیں چھوڑ دے۔ اسی لئے یہ مقامات بیان فرمائے گئے ہیں کہ عبرت وموعظت کا ذریعہ بن سکیں، اس لئے اچھے اور برے ٹھکانے اور ان کے اسباب وموجبات (اچھے برے اعمال) دونوں پیش کردیئے گئے تاکہ برزخ کے دونوں قسم کے ٹھکانے اور مقامات معیارِ عمل سے سامنے آجائیں اور دونوں ہی قسم کے ان کے اچھے برے اسباب یعنی اعمال بھی نمایاں ہوجائیں۔

برزخی مقامات اچھے یا برے اعمال ہی سے بنتے ہیں

بہرحال ان احادیث سے واضح ہے کہ قبر یا برزخ ایک عظیم عالم ہے اور اس میں بے شمار برزخی مقامات ہیں جو دنیوی اعمال سے بنتے ہیں بسلسلۂ عذاب جیسے ہمہ جہتی ظلمت ہمہ نوع بے کسی اور وحشت وغربت یا قبر کا مشتعل اور گرم ہوجانا یا خودمیت کے نفس کا گرم اور آتشیں ہوجانا، گھٹنوں کے بل گرا رہنا پیاس کے عذاب اور پانی سے محرومی کی بلاء میں گرفتار ہوجانا، سانپ بچھو کا قبر میں نمودار ہوجانا، گرم تیل اور پانی سے قبر کا لبریز ہوجانا وغیرہ مختلف عملی اسباب کی بناء پر نمایاں ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کے بالمقابل قبر میں باغ وبہار اور تخت وتاج کا نمایاں ہونا، خوشبوؤں اور ہمہ جہتی نورانیت اور وسعت میدان سے سرشار اور مگن ہونا سونے اور یاقوت کے قبوں اور محلات میں رہنا، قنادیل عرش میں بسیرا کرنا، ملائکہ کی بشارتیں ہر وقت سنتے رہنا وغیرہ وغیرہ نعمتوں کے مقامات ہیں مگر وہ بنتے عمل ہی سے ہیں اور اس کے ذرائع واسباب بھی مختلف اعمال ہیں۔

استدلال شرعی کے ذریعہ برزخی مقامات کا اجمالی اور تفصیلی جائزہ لیا جاسکتا ہے

پھر بعض اعمال اور عذابوں کو بدل کو مبدل بہ نعمت کردیتے ہیں یا کم سے کم عذاب سے بچا لیتے ہیں جس سے برزخ کے تفصیلی مقامات کا اندازہ لگالینا مشکل نہیں کیونکہ ان مقامات کے معمار ہم خود اور ہمارے اعمال ہیں جو ہر وقت سامنے ہیں، اب اگر اپنے جامع عمل سے آدمی برزخ میں سلیم الاعضاء بھی ہو (پازدہ نہ ہو) ہر طرف جاسکتا ہو، سیر وتفریح میں آزاد ہو، تفریح بخش سامانوں کی انتہا نہ ہو، قلب مطمئن ہو، نہ غم رکھتا ہو نہ خوف، ٹھکانہ ٹھنڈا ہو جو قلب میں ہر وقت ٹھنڈک اور سکون بڑھاتا رہے، بشاشتیں ہر چہار طرف سے دوڑ دوڑ کر آرہی ہوں، دل بھنچا ہوا پژمردہ اور غمزدہ نہ ہو، بلکہ امنگوں سے بھرپور، آرزوؤں سے لبریز اور تکمیل آرزو سے ہمکنار ہو، ٹھکانے سونے اور جواہرات کے ہوں، معطر اور معنبر ہوں، قرب سلطانی میسر ہو، مقربان بارگاہ الٰہی سے ہمہ وقت خلط واختلاط ہو، قوت قلب اور غناء کی انتہاء نہ ہو وغیرہ تو یہ جامع مقام جامع عمل ہی سے تیار ہوسکتا ہے اور اسے برزخ کا تفصیلی مقام کہیں گے۔

لیکن اگر کسی مقام میں ان میں سے کچھ باتیں پائی جائیں کچھ نہ پائی جائیں تو درجہ بدرجہ متفاوت مقامات ہوں گے جن کا معیار یہی دنیا کی عملی زندگی اور عملی تفاوت ہوگا جن سے یہ مقامات دنیا میں ہی پہچانے جاسکیں گے۔ بہر حال استدلال شرعی کے دائرہ میں برزخ کے مقامات کا تفصیلی اور اجمالی جائزہ اپنی عملی زندگی سے لیا جاسکتا ہے جس سے استدلالی طور پر اپنے بلکہ دوسروں کے بھی برزخی مقام کا نقشہ سامنے آجائے گا اور اس کا ذریعہ دنیا کے یہی اعمال ہوں گے جو ہر شخص کے سامنے ہوتے ہیں۔

طریق ثانی کشف باطنی

دوسرا ذریعہ کشف وانکشاف ہے کہ اس سے بھی برزخ کے مقامات کھل سکتے ہیں، وہاں کا باغ و بہار ہو یا عذاب نار ہو بذریعہ کشف بھی نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہ اکتسابی ہونے کی حد تک اختیاری ہے جس کا راستہ مراقبہ ہے مگر نصیب وقسمت کے لحاظ سے محدود ہے جو صرف نصیب عرفاء ہے یہ کشف ایک مستقل طریقہ ہے جو حضرات صوفیاء میں کشف القبور کے نام سے معروف ہے اور بعض حضرات حسب مناسبت طبع اس میں زیادہ سے زیادہ مہارت پیدا کر لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی روح کو میت کی روح سے قریب تر کر کے اس کے احوال کا سارا سراغ لگا لیتے ہیں جو کثرت مراقبہ سے ممکن ہے۔

کشف قبور پر واقعاتی اشہاد

حضرت شاہ منظور احمد صاحب خلیفۂ خاص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند تشریف لائے اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ مراقب ہوئے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مراقب رہے۔ یہ احقر راقم الحروف بھی ساتھ تھا واپسی پر فرمایا کہ میں نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس مقبرہ کے مدفونین کے ساتھ اس طرح دیکھا جیسے مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں میں لئے بیٹھی رہتی ہے۔ اشارہ ہے کہ بہت سوں کا بچاؤ ایک فرد کے ذریعہ ہوتا ہے اور کسی ایک مقبول کی تکریم میں اس کے پاس والے بہت سی آفات برزخ سے بچالئے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکاشفہ

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال ہوا اور مہندیوں کے مشہور قبرستان دہلی میں اپنے آباؤ اجداد کے پاس دفن ہوئے تو حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مکاشفہ بیان فرمایا کہ آج کے دن بھائی عبدالقادر کی تکریم میں دلی کے تمام قبرستانوں سے عذاب اٹھالیا گیا تھا۔ یہ واقعہ میں نے حضرت امیر شاہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مکاشفہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وفات سے تقریباً دو سال قبل دانت درست کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں کی زیارت کے لئے بھی نکلے۔ سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں۔ فاتحہ پڑھی، ایصال ثواب کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔

وصل صاحب مرحوم بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ مجھ سے تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا گنج بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ہزار ہا ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا اور یہ بھی فرمایا کہ سلاطین کے مزاروں پر پہنچا تو انہیں مساکین کی صورت میں دیکھا کہ جیسے کوئی پرسان حال نہ ہو اور مساکین کو سلاطین کی صورت میں پایا وغیرہ۔

اسلاف کرام کے زمانہ کے ہزاروں واقعات اس قسم کے کتابوں میں موجود ہیں، حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ نے اپنے ملفوظات موسوم بہ ابریز میں کتنے ہی ایسے مکاشفات ظاہر فرمائے ہیں جن سے برزخ کے حالات اور مقامات عیاں ہو جاتے ہیں۔ بہر حال کشف وانکشاف ایک مستقل ذریعہ کشف قبور ہے جو سلف سے خلف تک پایا جا رہا ہے۔

طریق ثالث رویائے صادقہ

تیسرا ذریعہ جس سے برزخی مقامات پہچانے جائیں منامات صادقہ اور سچے خواب ہیں خواہ مومن خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ یہ نصیب صلحاء اور بعض اوقات قسمت عوام بھی ہے مگر اختیاری نہیں کہ جس کا جی چاہے اور جب چاہے دیکھ لیا کرے مگر دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور دیکھتے رہے ہیں اور حسب مناسبت طبع انہیں برزخی مقامات نظر آئے ہیں اور سلف سے لے کر خلف تک سینکڑوں منامی واقعات پیش آئے ہیں جو بطون اوراق میں محفوظ ہیں۔

زندوں کی ارواح کی خواب میں اہل برزخ سے ملاقاتیں

اس کے معتبر ہونے کی کھلی وجہ یہ ہے کہ برزخ اور اس کے احوال نصوص قطعیہ وظنیہ سے ثابت ہونے کی وجہ سے بلاشبہ واقعات ہیں تخیلات نہیں ہیں اور ہر واقعہ اپنے اندر اپنی کچھ خاصیتیں وتاثیریں رکھتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صاحب واقعہ اور اس واقعہ کو دیکھنے والا اس سے اثر نہ لے اور اس کی کیفیات سے متکیف نہ ہو، ورنہ یہ واقعات اوہام وخیالات ہو کر رہ جائیں جو محال ہے لیکن یہ اس کے بغیر ممکن نہ تھا کہ زندوں کی ارواح خود برزخ میں پہنچیں اور مردوں کی ارواح سے ملیں تا کہ برزخی کیفیات ومقامات ان پر کھل سکیں اور ظاہر ہے کہ زندوں کے لئے برزخ میں پہنچنے کا راستہ کشف کے بعد خواب اور منام کے سواء دوسرا نہیں جس کے ذریعہ زندہ مردوں سے ملتے ہیں اور ان کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم نے آیت کریمہ: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا'' میں اس کی طرف اشارہ فرما دیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جن نفوس وارواح کو بوقت خواب دھر لیا جاتا ہے تو یہ ارواح وہیں پہنچا دی جاتی ہیں جہاں مردوں کی ارواح پہلے سے موجود ہیں۔ کیونکہ نیند اور موت دو بہنیں ہیں جن کے نوعی احوال کچھ فروق کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے زندوں اور مردوں کی روحیں اس مقام پر باہم ملتی ہیں۔ پھر جنہیں اس حالت میں موت دے دی جاتی ہے، وہ ارواح تو وہیں روک لی جاتی ہیں اور جن کی عمر دنیا باقی ہوتی ہے وہ وہاں سے واپس کر دی جاتی ہیں۔ اس وقفہ میں یہ زندوں کی ارواح مردوں سے باہم باتیں کرتی ہیں ان سے خبریں معلوم کرتی ہیں اور مردے ان باتوں کی خبریں دیتے ہیں جن کا زندہ کو بلکہ دنیا میں کسی کو بھی علم نہیں ہوتا اور وہ من وعن صحیح

نکلتی ہیں تو اس راستہ سے زندوں پر مردوں کے برزخی مقامات ایک حد تک کھل جاتے ہیں۔ جس کے ہزاروں واقعات محدثین اور حفاظ حدیث نے محدثانہ سند کے ساتھ نقل کئے۔ ابن ابی الدنیا کی ایک مستقل تصنیف ہی ان خوابوں کے بارے میں بنام کتاب المنامات موجود ہے۔ حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں بیسیوں ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے کہ مردوں نے اپنے برزخی مقامات خواب میں لوگوں کو بتلائے۔ ان ہی میں سے بعض واقعات بطور نمونہ حسب ذیل ہیں۔

خواب میں اہل برزخ سے ملاقاتوں کے ذریعہ برزخی مقامات کا انکشاف

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کو ان کے بعض تلامذہ نے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا، عرض کیا کہ آپ تو بحمد اللہ بہت اچھی حالت میں ہیں۔ حسن بصری کے ساتھ کیا معاملہ ہوا، فرمایا کہ وہ مجھ سے ستر درجے اونچے مقام پر ہیں۔ میں نے عرض کیا کیوں؟ حالانکہ بظاہر آپ ان سے علم وعمل میں اونچے تھے۔ فرمایا کہ ان کے طول حزن کی وجہ سے۔

رابعہ بصریہ علیہا رحمۃ اللہ سے ان کی خادمہ کی منامی ملاقات وگفتگو

رابعہ بصریہ علیہا رحمۃ اللہ کو ان کے اصحاب میں سے ایک خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان پر استبرق کا حلّہ ہے اور سندس کی اوڑھنی چمک رہی ہے۔ حالانکہ وہ صوف کے موٹے کپڑے میں دفن کی گئیں تھیں، ان سے پوچھا گیا کہ وہ صوف کا کپڑا کیا ہوا فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اسے تہہ کرا کر اور اس پر مہر لگا کر اسے علیین میں محفوظ کر دیا ہے تا کہ میرا ثواب اس کے ذریعہ اور مکمل ہوتا رہے اور یہ اعلیٰ لباس عطاء فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ عبدہ بنت کلاب (مشہور عابدہ زاہدہ بی بی تھیں) کس مقام پر ہیں؟ فرمایا اوہ! ان کا کیا پوچھنا! وہ ہم سب سے سبقت لے گئیں اور درجات اعلیٰ میں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ایسا کیوں ہوا۔ حالانکہ عبادت وزہد میں آپ ان سے بڑھ کر تھیں۔ فرمایا کہ وہ دنیا کی کسی حالت کی پروانہیں کرتی تھیں۔ صبح ہو یا شام وہ بہرحال راضی برضا رہتی تھیں۔ اس سے یہ مقام انہیں ملا۔ خادمہ نے عرض کیا کہ کوئی ایسی بات ارشاد فرمایئے کہ میں اس کے ذریعہ حق تعالیٰ سے قریب ہو جاؤں فرمایا کثرت ذکر کو لازم پکڑلو۔

عبدالعزیز ابن سلیمان کی بعض دوستوں سے منامی ملاقات

عبدالعزیز ابن سلیمان عابد کی وفات کے بعد ان کے بعض دوستوں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ ان پر سبز لباس کا پاکیزہ جامہ ہے اور سر پر مرصع تاج ہے موتیوں کا، کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ کس حال میں ہیں؟ موت کا مزہ کیسا تھا؟ اور بعد موت کے کیا دیکھا؟ فرمایا کہ موت کی شدت اور کرب وغم کی کچھ نہ پوچھو مگر حق تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ہمارے ہر عیب کو چھپا لیا اور رحمت سے ملاقات فرمائی۔

عطاء سلمی سے صالح ابن بشر کی خواب میں ملاقات

صالح ابن بشر کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سلمی کو بعد وفات خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ کیا آپ مر نہیں چکے ہیں؟ فرمایا ہاں مر چکا ہوں، میں نے کہا موت کے بعد کیا ہوا؟ فرمایا خیر کثیر دیکھی اور رب غفور وشکور پایا۔ میں

نے کہا کہ کیا آپ طویل الحزن نہ تھے؟ تو ہنس کر فرمایا کہ اس حزن طویل سے ہی تو اللہ نے یہ راحت طویلہ اور فرحت دائمی عطاء فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کس درجہ میں ہیں؟ فرمایا انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی معیت میں پہنچا دیا گیا ہوں۔

عاصم جحدری کا خواب میں عجیب انکشاف

عاصم جحدری کی وفات کے بعد ان کے بعض گھر والوں نے انہیں خواب میں دیکھا اور کہا کیا آپ انتقال فرما چکے؟ کہا ہاں! عرض کیا کہ آپ کہاں ہیں؟ فرمایا: ''روضة من ریاض الجنة'' میں ہوں، میں بھی اور میرے بعض ساتھی بھی اور ہم ہر جمعہ کی شب اور جمعہ کی صبح میں بکر ابن عبداللہ المزنی کی مجلس میں جمع ہوتے ہیں اور ہمیں وہاں تم دنیا والوں کی خبریں معلوم ہوتی ہیں۔ عرض کیا کہ یہ اجسام کا حال ہے یا ارواح کا؟ فرمایا کہ اجسام تو گل گلا چکے ارواح کا ہے۔

مرہ ہمدانی کا خواب میں اپنے مقام کا انکشاف

مرہ ہمدانی کی پیشانی سجدہ کی وجہ سے مٹی نے گھس دی تھی۔ یعنی نشان ہی نہیں تھا بلکہ پیشانی چپک گئی تھی، ان کی وفات کے بعد ان کے گھر کے ایک صالح شخص نے انہیں خواب میں دیکھا کہ پیشانی ستارہ کی طرح چمک رہی ہے۔ اس نے کہا یہ کیسا اثر ہے؟ فرمایا کثرت سجود کی وجہ سے میری پیشانی کو لباس نور عطاء فرما دیا گیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کا مقام کیا ہے؟ فرمایا کہ ایسا بہترین گھر دیا ہے کہ نہ ہم سے چھینا جائے گا اور نہ اس میں کبھی موت آئے گی۔

جویریہ بنت اسماء کو خواب میں برزخ سے ہدایت

سیدا بن داؤد کہتے ہیں کہ جویریہ بنت اسماء نے بیان کیا کہ شدید گرمی کے موسم میں کوفہ کے ایک نوجوان عابد کی وفات ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ بعد ظہر وقت ٹھنڈا ہو جانے پر دفن کریں گے اور میں سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور جواہرات کا ایک حسین وجمیل قبہ اور محل ہے جو چمک رہا ہے اور میں ٹکٹکی باندھے حیرت سے اس کے حسن اور صناعی کو دیکھ رہا ہوں کہ اچانک وہ کھلا اور اس میں سے ایک ایسی حسین وجمیل عورت نکلی کہ میں نے کبھی ایسا حسن وجمال نہیں دیکھا تھا وہ میری طرف بڑھی اور کہا کہ تمہیں خدا کی قسم کہ اس نوجوان کو ظہر تک ہم سے جدا نہ رکھو اور ہرگز نہ روکو تو میں گھبرایا ہوا اٹھا اور اسی وقت کفن دفن کا سامان کیا اور اسی جگہ کی قبر میں دفن کیا جہاں وہ قبہ دار محل نظر پڑا تھا۔

امام احمد بن حنبل کا خواب میں اپنے مقام قرب کا اظہار

احمد بن محمد لبدی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا حضرت حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا کہ میری مغفرت فرما دی اور یہ فرمایا کہ اے احمد بن حنبل! میرے بارہ میں تیرے چہرے کو ستر ۷۰ ستر ۷۰ کوڑوں کی مار دی گئی تھی؟ عرض کیا ہاں یا اللہ! مار دی گئی تھی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے احمد یہ میرا چہرہ تیرے لئے مباح ہے، جب چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔

بشر ابن حارث نے خواب میں اپنے ساتھ حق تعالیٰ کی مغفرت وتکریم کی اطلاع دی

ابو جعفر کہتے ہیں کہ میں نے بشر ابن الحارث مشہور امام صوفیاء کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ آپ کے ساتھ حق تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا لطف وکرم کا برتاؤ فرمایا اور نصف جنت میرے لئے مباح کردی کہ اس میں جہاں چاہے گھوموں، سیر کروں اور منتفع ہوں اور جو میرے جنازہ میں شریک ہوئے ان کی مغفرت کا وعدہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ ابو نصر تمار کا کیا ہوا؟ فرمایا وہ اپنے صبر وفقر کی وجہ سے لوگوں سے بہت اونچے اٹھائے گئے ہیں۔

بصرہ کی ایک عابدہ زاہدہ کا خواب

حماد ہشام ابن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ ام عبداللہ نے فرمایا جو بصرہ کی عابدہ زاہدہ عورتوں میں سے تھیں کہ میں خواب میں ایک عظیم الشان حسین وجمیل محل میں داخل ہوئی اس کے پائین باغ میں پہنچی۔ میں اس کی رونق وبہار اور اس کے حسن وجمال کو بیان نہیں کرسکتی۔ وسط باغ میں ایک سونے کا مرصع تخت بچھا ہوا ہے جس کے اردگرد آفتاب وماہتاب جیسے چہروں کے خدام ہاتھوں میں پاکیزہ جام اور ظروف لئے کھڑے ہیں اور تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھے ہیں کہا گیا کہ یہ مروان محلمی ہیں جو ابھی ابھی آئے ہیں اور اچھل کر اس تخت پر متمکن ہوگئے۔ میں بیدار ہوئی تو دیکھا کہ مروان محلمی کا جنازہ قبرستان جارہا ہے۔

عبداللہ ابن مبارک پر سفیان ثوری کے برزخی مقام کا خواب میں انکشاف

عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا کہ الحمدللہ میں محمد ﷺ اور ان کے اصحاب سے مل گیا ہوں اور انہی کے پاس ہوں۔

صخر ابن راشد کی اہل برزخ سے منامی ملاقات

صخر ابن راشد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا کہ کیا آپ انتقال نہیں فرماچکے؟ فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمایا اتنی بڑی مغفرت فرمائی جس نے سارے ذنوب پر احاطہ کرلیا۔ میں نے کہا سفیان ثوری کا کیا ہوا؟ فرمایا اوہ اوہ! وہ تو انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی معیت میں ہیں۔

اہل برزخ کی جانب سے بعض امور کی بذریعہ خواب تصدیق

پھر یہی نہیں کہ خواب کے ذریعہ برزخی افراد کے احوال ومقامات ہی دنیا والوں کو معلوم ہوجاتے ہیں بلکہ دنیا والوں کے جو احوال واقوال برزخ والوں کو پہنچتے ہیں اس کی تصدیق بھی خوابوں کے ذریعہ ہوجاتی ہے کہ وہ احوال واقوال ان تک پہنچ چکے ہیں۔

شبیب بن شیبہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ بیٹا جب تم مجھے دفن کرچکو تو

میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہنا کہ اے ام شبیب کہو لا الہ الا اللہ! چنانچہ اس وصیت کے مطابق والدہ کی قبر جب برابر ہو گئی تو میں نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر وہ جملہ کہا اے ام شبیب کہو لا الہ الا اللہ! جب میں قبرستان سے لوٹا تو رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میری والدہ ام شبیب کہہ رہی ہیں کہ میرا بیٹا میں ہلاک ہو جانے کے قریب آ چکی تھی، اگر تیرا لا الہ الا اللہ کہنا اس کی روک تھام نہ کرتا بلاشبہ تو نے میری وصیت یاد رکھی اور عمل کر دکھایا۔

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے ایوب ابن عیینہ کی بیوی تماضر بنت سہل کہتی ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ابن عیینہ (اپنے دیور) کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی ایوب بن عیینہ کو جزائے خیر دے کہ وہ بکثرت میری زیارت کو آتے رہتے ہیں اور آج بھی آئے تھے تو ایوب ابن عیینہ نے بیوی سے فرمایا کہ واقعی میں بکثرت بھائی کی قبر پر جاتا ہوں اور آج بھی وہیں تھا۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صالح شخص سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری۔ جب آپ قبر میں رکھے گئے تو کہا کہ بھائی ایک آنے والا میری طرف آگ کا شعلہ لے کر بڑھا، اگر فلاں صاحب نے میرے لئے دعاء مغفرت نہ کی ہوتی تو میں ہلاک ہو چکا ہوتا۔

بہر حال ان واقعات سے واضح ہے کہ دنیا والوں کی طرف سے برزخی لوگوں کے ساتھ جو نیک برتاؤ (دعا وایصال ثواب کا) کیا جاتا ہے تو برزخ والے خواب ہی کے راستہ سے اس کی تصدیق کر دیتے ہیں اور دنیا والوں کو پتہ چل جاتا ہے کہ ان کا ہدیہ برزخ والوں تک پہنچ گیا ہے جو یقیناً ایک یقینی علم ہوتا ہے کیوں کہ ان کا اپنا عمل تو خود کرنے والوں کو قطعی طور پر معلوم ہے اور یہی ہے کہ انہوں نے وہ عمل فلاں اپنے میت ہی کے لئے کیا ہے اور وہی میت اس عمل کی خواب میں تصدیق کر دے کہ وہ مجھ تک پہنچ گیا ہے تو اس واقعہ اور خواب کے سچے ہونے میں اسے کیا کلام ہو سکتا ہے۔

اہل برزخ کی اہل دنیا کو خواب میں ہدایات

پھر یہی نہیں کہ برزخ والے دنیا کے لوگوں کے کسی عمل کی اپنے تک پہنچنے کی تصدیق ہی کر دیتے ہیں بلکہ دنیا و برزخ کا رشتہ ایسا قائم ہے کہ برزخ والے دنیا والوں کو واقعات کی نشاندہی کے ساتھ ان کے بارے میں ہدایات بھی دیتے ہیں کہ تم ایسا کر دو تا کہ ہمارا پیچھا بھی چھوٹ جائے اور تمہیں بھی یکسوئی اور تسلی ہو جائے۔

آئندہ واقعات کی خواب میں نشان دہی

حماد بن سلمہ کی روایت سے ابن قیم نے نقل کیا ہے کہ صعب ابن جثامہ اور عوف ابن مالک رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں اور ان میں باہمی بھائی چارہ تھا۔ ایک دن صعب نے عوف سے فرمایا کہ بھائی ہم میں سے جو پہلے انتقال کر جائے تو اسے چاہئے کہ وہ مرنے کے بعد اپنے کو دکھلائے (تا کہ زندہ بھائی کو تسلی ہو جائے) عوف نے فرمایا کہ کیا ایسا ممکن ہے؟ فرمایا ہاں ممکن ہے تو صعب کا انتقال ہو گیا اور عوف نے انہیں خواب میں دیکھا، گویا حسب وعدہ صعب نے اپنے کو دکھلایا۔

عوف کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ صعب میرے پاس آئے تو میں نے کہا صعب بھائی! انہوں نے کہا ہاں! میں نے کہا صعب تم پر کیا گزری؟ فرمایا کہ میری مغفرت کر دی گئی۔ مگر کچھ تشویشات اور مشقتیں اٹھانے کے بعد۔

عوف کہتے ہیں کہ میں نے صعب کی گردن میں سیاہ سی چیز بطور داغ کے دیکھی جو گلے کو گھیرے ہوئے ہے۔ میں نے کہا بھائی جان یہ کیا ہے؟ فرمایا دس درہم گنی ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے قرض لئے تھے اور ادائیگی رہ گئی تھی وہی اس وقت گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں انہیں تم جا کر یہودی کو ادا کر دو اور فرمایا کہ میرے بھائی میرے اہل وعیال میں جو بات بھی پیش آتی ہے اس کی خبر مجھے فوراً ہی ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ میرے گھر میں ایک بلی چند دن ہوئے مرگئی تھی تو مجھے اس کی بھی خبر مل گئی اور ہاں تمہیں بتا دوں کہ چھ دن اندر اندر میری ایک چھوٹی بچی انتقال کرنے والی ہے۔ تمہیں اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے دل میں کہا کہ ان امور میں تو بڑی نشان دہی ہے اور ان علامتوں سے توضیح واقعات کھل جائیں گے۔

خواب سے بیدار ہو کر ان باتوں کو دل میں لئے ہوئے صعب کے گھر ان کی اہلیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مرحبا کہہ کر میری شکایت شروع کر دی کہ کیا بھائیوں کے گزر جانے پر ان کے اہل وعیال کو یوں ہی بھلا دیا جاتا ہے جیسے تم نے بھلا دیا کہ آج صعب کو انتقال کئے ہوئے کتنے دن ہو گئے اور تم نے آ کر ہم پسماندگان کی خبر تک نہ لی۔

میں نے کچھ اعذار بیان کر دیئے جیسے اس قسم کے مواقع پر بیان کر دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ عذر بیان کر رہا تھا کہ میری نظر اس سینگ پر پڑی جس کا نشان صعب نے خواب میں دیا تھا۔ میں نے اس سینگ کو کھونٹی سے اتار کر الٹا تو اس میں سے ایک تھیلی برآمد ہوئی۔ جس میں دس درہم تھے۔ میں انہیں لے کر اس نام بردہ اور نشان دادہ یہودی کے پاس پہنچا اور کہا کہ کیا صعب پر تمہارا کچھ قرضہ آتا ہے؟ یہودی نے دردناک لہجہ میں کہا کہ اللہ صعب پر رحم کرے وہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے، بڑے پاک اور سچے تھے۔ میرا ان پر کچھ آتا بھی ہے تو میں لینا نہیں چاہتا بلکہ معاف کرتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں ہرگز نہیں تجھے بتانا پڑے گا کہ تیرا ان کے ذمہ کیا چاہئے تھا؟ تب اس نے کہا کہ دس درہم میں نے انہیں قرض دیئے تھے۔ میں نے اسی وقت وہ سینگ والے دس درہم اس کی طرف پھینکے کہ وہ سنبھال لے۔ یہودی نے کہا خدا قسم یہ دس درہم بعینہٖ وہی ہیں جو میں نے انہیں دیئے تھے۔ (معلوم ہوتا ہے کہ استعمال ہی میں نہیں آئے) تو میں نے دل میں کہا صعب کی بتلائی ہوئی ایک بات تو پوری ہوئی اور حقیقت واقعہ نکلی۔

پھر میں نے صعب کی اہلیہ سے پوچھا کہ صعب کی موت کے بعد کیا تمہارے گھر میں کوئی حادثہ پیش آیا؟ انہیں کچھ یاد نہ تھا۔ میں نے کہا دھیان دو اور یاد کرو کہ کوئی بات پیش آئی ہو۔ انہوں نے کہا ایک بات تو ہوئی کہ اب چار دن ہوئے ایک بلی مرگئی تھی۔ میں نے دل میں کہا کہ صعب کی دوسری بات کی بھی تصدیق ہوگئی۔ پھر میں نے کہا وہ ہماری بھتیجی (صعب کی چھوٹی بیٹی) کہاں ہے؟ کہا کھیل رہی ہے وہ میرے پاس لائی گئی تو میں نے دیکھا کہ اسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے کہا ذرا اس کی خبر گیری رکھنا، یہاں تک کہ ٹھیک چھٹے دن اس کا انتقال ہوگیا تو میں نے دل میں کہا کہ یہ بات بھی پوری اتری۔

بہر حال اس سے واضح ہوا کہ برزخ والے خواب میں نہ صرف اپنے احوال ومقامات ہی بتلا دیتے ہیں بلکہ دنیا والوں کے احوال کی نشان دہی کر کے ان کی تصدیق کے ساتھ ان کا اپنے تک پہنچنا بھی بیان کر دیتے ہیں اور نہ صرف بیان واقعات ہی کر دیتے ہیں بلکہ ان کے سلسلہ میں ہدایات بھی دے دیتے ہیں کہ ایسا کیا جائے اور یہ سب باتیں حقیقت واقعہ ثابت ہوتے ہیں۔

ثابت ابن قیس کی خواب میں تفصیلی ہدایات

عطاء خراسانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ثابت ابن قیس ابن شماسؓ صحابی کی صاحب زادی نے بیان فرمایا کہ ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے گئے (جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی) اور مسیلمہ کذاب سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اور سالم مولیٰ حذافہ نے گڑھے کھود لئے (گویا خندق بنائی) کہ ان میں جم کر لڑیں گے۔ چنانچہ لڑے اور دونوں شہید ہو گئے تو حضرت ثابت ایک اعلیٰ اور نفیس قسم کی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ ان کی لاشوں پر ایک مسلمان گزرا تو اس نے وہ زرہ چرا کر اتار لی تو اگلے ہی دن ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت اسے فرمار ہے ہیں کہ میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں خبردار! اسے بدخوابی یا تخیل سمجھ کر ضائع مت کر دینا اور وہ یہ کہ کل میں قتل ہوا تو ایک شخص میری لاش پر گزرا اور میرے سر سے زرہ اتار کر لے گیا۔ اس کا گھر فلاں جگہ ہے زرہ کی یہ یہ علامتیں ہیں تو خالد کے پاس جا کر کہنا کہ کسی آدمی کو بھیج کر اس شخص کے پاس سے میری زرہ نکلوا لیں اور جب تو مدینہ پہنچے تو خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس جانا اور انہیں بتلانا کہ ثابت بن قیس کے ذمہ اتنا قرضہ ہے اور فلاں میرا غلام ہے اسے آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ شخص خواب کی ہدایت کے مطابق اوّلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ سنایا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر وہ زرہ نکلوائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس شخص نے واقعہ سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت کی وصیت جاری فرما دی۔

یہ اور اسی قسم کے ہزاروں واقعات جنہیں علماء نے شرح وبسط کے ساتھ نقل کیا ہے اس کے شاہد عدل ہیں کہ برزخی مقامات کھلنے کا ایک بڑا ذریعہ سچے خواب ہیں، اسی لئے خواب کو چھیالیسواں حصہ نبوت کا فرمایا گیا اور ان خوابوں کو نص حدیث میں مبشرات کہا گیا۔ ''یری المومن او تری له''

ظنیات میں مرتبہ حجیت کا باہمی فرق

رہا یہ کہ خواب ظنی ہے اس سے انکار نہیں لیکن ظنی کے معنی ساقط الاعتبار ہونے کے نہیں، ورنہ یوں تو قرآن کے سواء اخبار آحاد بھی ظنی ہیں، قیاس مجتہد بھی ظنی ہے، خواب بھی ظنی سہی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ثبوت میں قطعیات سے گھٹا ہوا ہے نہ یہ کہ اس میں حجیت کی شان کلیۃً مفقود ہے۔ البتہ درجہ بدرجہ حجت ہونے کی شان اور درجہ الگ الگ اور جدا جدا ہے اس لئے اس کی حجیت ہو، شان بھی جدا جدا ہے۔

خبر واحد مثبت احکام اور حجت ہے

خبر واحد ظنی ہے لیکن اوّل تو وحی ہے صرف وسائط کے درمیان میں آ جانے سے چونکہ شبہ کی گنجائش پیدا

ہوگئی۔ اس لئے وحی ہونے کے باوجود وہ ثبوتاً ظنی کہلائے گی۔ اس لئے ثمرہ کے لحاظ سے بھی مورث ظن ہی شمار کی جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود حجت شرعیہ بھی رہے گی۔ جس سے مسائل کا اثبات کیا جائے گا۔

قیاس مجتہد مظہر احکام اور حجت ہے

قیاس مجتہد بھی ظنی ہے مگر خبر واحد سے گھٹا ہوا کیونکہ وہ خود وحی نہیں بلکہ وحی سے ماخوذ ہے اور چونکہ اس میں بندہ کے فہم وعقل کا دخل آجاتا ہے۔ اس لئے بلحاظ ثبوت نص کی بہ نسبت اس سے کم درجہ ہونے کی وجہ سے وہ خبر واحد سے گرا ہوا شمار ہوگا مگر پھر بھی نص سے ماخوذ ہونے کی وجہ سے مورث ظن بھی ہوگا اور اس میں حجت شرعیہ ہونے کی شان بھی باقی رہے گی۔ البتہ وہ مثبت احکام ہونے کے بجائے مظہر احکام ہوگا۔

سچا خواب مؤید ہے

رہے منامات تو یقیناً خبر واحد اور قیاس سے بدرجہا گھٹے ہوئے ہیں کیونکہ نہ وہ خود وحی ہیں نہ وحی سے ماخوذ بلکہ غیر نبی پر گزرے ہوئے واقعات ہیں جن کی سند صرف یہ خواب دیکھنے والا ہی ہے جس کا کوئی شاہد یا متابع نہیں ہے اس لئے نہ وہ احکام کے لئے مثبت ہوگا نہ مظہر، البتہ ثابت شدہ احکام یا واقعات کے لئے مؤید ضرور ہوسکتا ہے اور اس سے اثرات بھی قبول کئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے اگر شخصی خوابوں کو حجت کلیہ نہیں کہا جائے گا جو سب کے لئے قانون بن جائے تو حجت کاشفہ یا حجت موضحہ یا حجت مویدہ ضرور کہا جاسکے گا۔ اسی لئے سلف سے لے کر خلف تک اہل علم خوابوں سے اس قسم کی تائیدات اور تفاولات کا اثبات کرتے آئے ہیں۔ آخر سچے خواب کو چھیالیسواں حصہ نبوت کا فرمایا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس کا تعلق فرضیات سے نہیں واقعات سے ہے۔ نبوت کی ابتدا ہی سچے خوابوں سے ہوئی ہے کہ آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی چیز واقعہ بن کر سامنے آجاتی۔

اسی طرح نبوت کے بعد نبوت کے اس چھیالیسویں حصہ کے باقی رہنے کی بھی خبر دی گئی ہے: ''لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات او الرؤیا الصالحۃ''

(ترجمہ) نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں بجز مبشرات اور سچے خوابوں کے۔ (الحدیث)

جس کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ سچے خواب نبوت کا ایک جزو ہونے کی وجہ سے تبشیر کا کام ضرور دے سکتے ہیں اور اگر ان سے احکام یا علل احکام ثابت نہیں ہوسکتے تو ان احکام وعلل کی تائید اور وضاحت تو حاصل کی جاسکتی ہے اس لئے وہ حجت موضحہ ضرور ہیں اور یہ بھی حجیت کا ایک مقام ہے۔

سچے خواب کی تاثیرات سے استدلال

پھر ان کی تاثیر بھی بین اور نمایاں ہیں سچے خواب سے اگر وہ از قسم بشارت ہے تو طبعاً قلوب کو تسلی ودلجمعی حاصل ہوتی ہے۔ غمزدوں کے قلوب ٹھہر جاتے ہیں بچھڑے ہوؤں کے دل مطمئن ہوکر تسلی وتشفی پاجاتے ہیں اور اگر اس قسم انذار ہیں تو دل لرز کر محتاط ہوجاتے ہیں۔ ہزاروں برائیوں سے باز آجاتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ برزخ اور

اس کے احوال نصوص شرعیہ کی رو سے واقعات ہیں تخیلات ہیں اور ہر واقعہ اپنے اندر کچھ نہ کچھ خواص و آثار رکھتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صاحب واقعہ پر ان واقعات کا اثر نہ پڑے ورنہ وہ واقعہ واقعہ نہیں تخیل محض اور وہم وخیال ہو کر رہ جائے۔ پس اگر ایک واقعہ بیداری میں اپنے اثرات ڈالے بغیر نہیں رہتا تو وہی واقعہ اگر خواب میں نظر آئے تو آخر خواب دیکھنے والے کے لئے وہ بے اثر ہو کر کیسے رہ جائے گا؟ اور برزخ میں پیش آنے اور اس کے دیکھنے سے وہی اثر کیوں قبول نہ کیا جائے گا؟ صرف ظرف ہی تو بدلتا ہے واقعہ تو نہیں بدلتا مورد نگاہ ہی تو بدلتا ہے نگاہ تو نہیں بدلتی۔

نیز یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ دنیا میں حقیقی نگاہ یہی قوت خیال ہے جو نفس کا ایک طبعی غریزہ اور جوہر ہے اور برزخ کی نگاہ بھی اسی نفس کی وہی قوت خیالیہ ہے صرف اس کے پیکر کی شکل بدل جاتی ہے قوت نہیں بدلتی۔

اس لئے جب نفس بھی ایک ہی ہے اس کا آلہ ابصار بھی ایک ہی ہے اور واقعہ کی نوعیت بھی ایک ہی ہے اگر بدلا ہے تو صرف ظرف بدلا ہے تو ظرف کے بدلنے سے مظروف یا اس کی تاثیر کیسے بدل جائے گی؟ یا وہ بے اثر کیسے ہو سکے گی؟ زیادہ سے زیادہ کیفیت کی نوعیت میں فرق پڑ سکتا ہے سو کیفیت کی تبدیلی سے عین کی تبدیلی نہیں ہو سکتی، اس لئے بیداری کی آنکھ سے کسی واقعہ کو دیکھا جائے یا خواب کی آنکھ سے دیکھا جائے۔ دیکھنے والا نفس اور اس کی قوت خیال جو سمع و بصر اور ذوق وشم وغیرہ کی نوعیتوں میں بٹی ہوئی ہے ایک ہی رہے گی اور اثر بھی وہی ایک ظاہر ہوگا۔ اس لئے سچا خواب یقیناً اپنا اثر دکھلائے بغیر نہیں رہ سکتا اگر وہ ظنی ہے تو ہمارے ادراک کے لحاظ سے ظنی ہے نہ کہ واقعات کے لحاظ سے کیونکہ وقائع برزخ تو نصوص شریعت سے ثابت ہونے کی وجہ سے واقعات ہیں جن میں شک کی اصلاً گنجائش نہیں، اس لئے بذاتہٖ واقعات قطعی ہیں۔ البتہ ہمارے ادراک کے لحاظ سے ظنی ہیں بالفاظ دیگر ظنیت ہمارے ادراک میں ہے واقعات میں نہیں، اس لئے قدرتاً سچے خواب میں قبولیت کے علاوہ ایک گونہ حجیت کی شان بھی کچھ نہ کچھ آئے گی۔ جس کی تفصیل عرض کی جا چکی ہے جب ایک سچے کا خواب ایک سچا واقعہ ہے تو وہ بوجہ واقعیت اپنے متعلقہ معاملہ کے لئے حجت ہوگا گو دیانتاً ہی حجت ہو قضاءً۔

تواتر و تعدد کی صورت میں سچے خواب کو حجیت شرعیہ بھی بتایا گیا ہے

غور کیجئے کہ اگر کسی ایک شخصیت یا ایک واقعہ کے بارے میں کئی سچے خواب میں جمع ہو جائیں تو ان میں تو حجت کی شان کچھ بڑھ ہی جانی چاہئے بلکہ میں آگے بڑھ کر عرض کروں گا کہ اگر دیکھا جائے تو دور نبوت میں تو ایسے منامات کو شرعی حجت تک کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

لیلۃ القدر کو جب متعدد صحابی نے رمضان کے آخر عشرہ ہی میں خواب میں دیکھا تو نبی کریم ﷺ نے بھی اس کے عشرہ اخیرہ میں ہونے کا حکم فرمایا اور اس کی علت یہ فرمائی کہ: ''انی ارأی رؤیا کم قدتو اطئت علی انھا فی العشر الاواخر''

(ترجمہ) میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے کئی خواب اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ لیلۃ القدر عشرہ اخیرہ میں ہوتی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ خوابوں کی یکسانیت اور تواتر و تعدد و کذب پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ پس جیسے

مؤمنین کا تواطؤ روایت، روایت کو واجب القبول اور مورث ظن غالب یا بعض حالات میں مورث یقین بنا دیتا ہے اور جس طرح علماء کا تواطورائے (کہ وہ کسی چیز کے استحسان یا استہجان پر اجماع کرلیں وہ) اسے واجب العمل بنا دیتا ہے کہ: ''مارا٘ہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن''

(ترجمہ) جسے مؤمنین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہی ہے۔

فرد واحد کا سچا خواب بھی حجت قرار دیا گیا ہے

اسی طرح اگر مؤمنین کے تواطؤ رویت منام کو بھی واجب القبول کہا جائے تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ اور اگر ایک حد تک شرعیات میں بھی بطور حجت اس کا اعتبار کرلیا گیا ہو تو اس میں کیا قباحت ہے بلکہ بعض اوقات قرن نبوت میں صرف ایک ہی سچے خواب کو شرعی حکم کی بناء قرار دیا گیا ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے اذان کی مشروعیت کے بارے میں عبداللہ بن زید ابن عبدربی کے خواب کو اذان کی مشروعیت کی بناء قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ: ''انھا لرؤیا حق قم یا بلال فاذن'' (یہ خواب عبداللہ ابن عبدربہ کا سچا خواب ہے اس لئے اے بلال اٹھ اور اذان دے)

نبی کی توثیق خواب کے فی نفسہٖ حجت ہونے کی دلیل ہے

یہ الگ بات ہے کہ وہ دور نبوت تھا اور آپ کی توثیق سے خواب موجب ثبوت مسئلہ بن گیا لیکن توثیق تو بہرحال خواب ہی کی گئی جس سے اتنا واضح ہوگیا کہ مومن کا سچا خواب کسی نہ کسی درجہ میں حجیت کی شان ضرور لئے ہوئے ہے ساقط الاعتبار نہیں۔

اب اگر آج بھی کوئی شخص یا چند اشخاص نعیم قبر کے بارے میں کوئی قدر مشترک خواب میں دیکھتے ہیں تو اسے ظن غالب کے طور پر تسلیم کر کے بطور حجت کے تسلیم کیا جائے گا کہ فلاں شخص ان شاء اللہ ضرور نعمتوں میں ہے اور مقبول ہے۔ جیسا کہ اس قسم کے خوابوں کے متعدد واقعات عرض کئے گئے اور ان سے برزخی نعمتوں یا مصیبتوں کے جو وقائع خوابوں کے سامنے آئے ان کی تکذیب نہیں کی جا سکے گی۔

اس لئے جناب نے جو تین چار واقعات مرحومین کی برزخی راحتوں کے نقل فرمائے وہ بلاشبہ قابل قبول ہیں۔ بلحاظ استدلال شرعی بھی بلحاظ رویائے صادقہ بھی اور بلحاظ تجربات ومشاہدات بھی۔

مومن وکافر کی کیفیت نزع کا فرق

مثلاً جناب کی والدہ مرحومہ نے اپنی کسی خاص عزیزہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ نزع کے وقت کیا گزری جس پر عزیزہ نے تکلیف اور سختی کی نفی کی اور کہا کہ تکلیف کافر کو ہوتی ہوگی تو بلاشبہ یہ سچا خواب ہے۔ حدیث میں صراحۃً ارشاد ہے کہ جب مومن کی روح کو خطاب کرکے ملائکہ کہتے ہیں: ''اخرجی ایتھا النفس الطیبۃ کنت فی الجسد الطیب اخرجی الی روح وریحان ورب غیر غضبان'' اے نفس پاک نکل آ کہ تیرا بدن بھی! تیرے نیک عملوں کی وجہ سے پاک تھا نکل آ، باغ وبہار اور راحتوں کی طرف اور اس رب کی طرف جو تجھ پر غضب ناک نہیں ہے۔

اور بہشت بریں کے اکفان اور حنوط (خوشبوئیں) دکھاتے ہیں تو وہ اسی طرح شوق وذوق اور امنگ ورروانی کے ساتھ نکلنے کے لئے بہتی ہے جیسے مشک الٹی کر کے منہ کھول دیا جائے اور پانی کا ایک ایک قطرہ بہہ کر آناً فاناً نکل جائے یعنی شدت شوق میں اسے نزع کسی تکلیف کا پورا احساس نہیں ہوتا۔

بخلاف کافر کے کہ اس کی روح بدن کے ایک ایک روئیں کی پناہ لیتی ہے اور اسے زبردستی کھینچا جاتا ہے تو وہ سختی وشدت کے ساتھ اس طرح نکالی جاتی ہے جیسے بھیگی ہوئی روئی میں کانٹے دار تار پیوست کر کے اسے کھینچا جائے کہ روئی کے ریشے بھی ساتھ کھنچ آئیں۔ (العیاذ باللہ)

تو عزیزہ نے سچ کہا کہ تکلیف کافر کو ہوتی ہوگی، یہ مقولہ کس قدر مطابق حدیث نبوی ہے اور کیوں نہ اس کی تصدیق کی جائے۔

خروج روح کی حدیثی تعبیرات کی واقعاتی تطبیق

یا اسی طرح حسب تحریر گرامی جس خادمہ کا مرض دق میں انتقال ہو رہا تھا اور اس نے نزع کے وقت دیکھا کہ یہ جو چاندی کی ڈور یہاں سے آسمان کو گئی ہے جس وقت یہ کٹ جائے گی اسی دم روح نکل جائے گی، تو یہ حقیقت ہے کہ یہ اسی روح کی شعاع تھی۔

حدیث میں ہے کہ جب روح نکلتی ہے تو مثل شعاع آفتاب ہوتی ہے اور اس میں سے مشک کی خوشبو سے بھی بہتر پھوٹتی ہے۔ اس لئے اس خادمہ کو اپنی ہی روح کا تار شعاع بصورت زنجیر نظر پڑا اور جب وہ زنجیر کٹ گئی تو روح نکل گئی۔ کیونکہ روح نکلتے ہی اس کی زنجیر شعاع بھی نکل گئی اور اب وہ اپنی شعاعوں کے ساتھ ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جسے وہ جنتی کفنوں میں لپیٹ لیتے ہیں، اس لئے وہ شعاعی صورت کھلی نہیں رہتی بلکہ ان کفنوں میں سمٹ آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کیفیت حدیث نبوی کی عین تصدیق ہے اس لئے واجب التصدیق ہے۔

یا جیسے کہ تحریر فرمایا گیا کہ اسی ہفتہ آپ کی اہلیہ مرحومہ کو ایک لڑکی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ امی کیا نزع کے وقت دم گھٹتا ہے؟ تو کہا کہ نہیں یوں ہی ذرا سا محسوس ہوتا ہے اور سر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بس یوں معلوم ہوتا ہے کہ گرہ کھل گئی اور روح زن زن روانہ ہوگئی۔ سبحان اللہ!

حدیث نبوی میں کہ روح جب نزع کے وقت تمام بدن سے کھینچی ہے تو مومن کو کچھ نہیں محسوس ہوتا۔ اسی لئے بعض لوگ عین نزع کے وقت باہوش اور بشاش نظر آتے ہیں۔ البتہ جب حلقوم میں آتی ہے تو احساس ہوتا ہے اور وہ بھی تحیر کے ساتھ کہ یہ کہاں جا رہی ہے یا میں کہاں جا رہا ہوں اور اسی لئے اس کے نکلتے وقت نگاہ اوپر کو ہی اٹھی رہ جاتی ہے اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہے گویا تحیر کے ساتھ آنکھیں اوپر کو دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ اس لئے بعد موت تغمیض عین (آنکھ بند کر دیئے جانے کا) شریعت نے حکم دیا ہے اس لئے مرحومہ کا یہ کہنا کہ بس ذرا محسوس ہوتا ہے یہ حلقوم سے نکلنے کی وہی سچی کیفیت ہے جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی ہے اور گرہ کھل گئی۔ یہ سر سے نکلنے کیفیت ہے کہ وہی وقت قبض روح کا ہوتا ہے اور اسی آن روح زن زن روانہ ہو جاتی ہے اور ملک الموت اسے تھما لیتے ہیں۔ پس عام بدن سے ملائکہ علیہم السلام روح کھینچتے ہیں جسے نزع کہا جاتا ہے اور حلقوم تک آتی ہے تو یہ ہی ملک الموت

کے آنے کا وقت ہوتا ہے جو سر کی طرف بالین پر بیٹھ کر روح کو نہایت شفقت سے خطاب کرتے ہیں: ''اخرجی ایتھا النفس الطیبۃ اخرجی الی رحمۃ اللہ''

یہی آخری سانس کا وقت مومن کے لئے قدرے احساس کا ہوتا ہے اسی کو قبض روح کہا جاتا ہے تو مرحومہ نے جو کچھ گزرا ہوا خواب میں بتلایا یہی صاحب شریعت نے ارشاد فرمایا ہے تو کیسے اس خواب کی تصدیق نہ کی جائے اور جب کہ مرحومہ کو کئی عزیزوں نے اچھی حالت میں دیکھا تو یہ تواطؤ منام ہے اس لئے جیسے تواطؤ روایت کی تکذیب نہیں کی جاسکتی ایسے ہی تواطؤ رویت کی تکذیب بھی ممکن نہیں ہے۔

طریق رابع عبرت واعتبار

چوتھا طریق پھر اسی طرح اپنا برزخی مقام عبرت واعتبار کی رو سے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے جیسے مثلاً ان ہی واقعات منام کو لے لیجئے اور مرحومہ کے اچھے احوال سامنے رکھ کر اس برزخی جزاء کو ان پر منطبق کیجئے تو نتیجہ نکلے گا کہ ان اعمال نے ان احوال تک انہیں پہنچایا۔ اس لئے بلحاظ اعتبار آدمی کہہ سکتا ہے کہ جب مجھے بھی ان ہی اعمال کی توفیق ہورہی ہے تو حق تعالیٰ کے فضل سے مجھے بھی امید رکھنی چاہئے کہ میرا برزخی مقام بھی ایسا ہی ہوگا جیسا کہ مرحومہ کا ہے۔

طریق خامس عیان وشہود

پانچواں طریق اطلاع عیون وشہود ہے یعنی حواس خمسہ کے ذریعہ برزخ کی حالت محسوس کرادی جائے خواہ وہ آنکھ سے دیکھ کر یا کانوں سے مردوں کی آوازیں سن کر اور من اللہ کسی کو عبرت دلا دینے کے لئے یہ مشاہدہ کرا دیا جائے۔

برزخی کیفیات ومقامات کا حسی وعینی ادراک

جیسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ مدینہ کے درمیان ایک مقبرہ سے گزرے تو ایک کریہہ المنظر شخص کو دیکھا کہ وہ قبر سے باہر ہے۔ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں اور گلے میں آتشیں زنجیر پڑی ہوئی ہے جسے وہ کھینچ رہا ہے۔ اس نے چلا کر کہا یا عبداللہ انضح (اے عبداللہ پانی چھڑک دیجئے) کہ معاً ایک دوسرا شخص سامنے آیا کہ اے عبداللہ ہرگز پانی نہ چھڑکنا اور پھر اس آتشیں زنجیر نے اسے زمین میں جذب کرلیا یہ کفار کے مقام برزخی کا عینی مشاہدہ تھا۔

سماعی ادراک

یا جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک قبر پر خیمہ لگایا اور اسے پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے تو اس میں سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز آئی جس پر حضور نے اس سورہ کے بارے میں فرمایا: ''ھی العاتقہ ھی المنجیہ'' یہ عذاب برزخ کو روکنے والی اور نجات دینے والی ہے تو یہاں میت کی آواز کانوں سے سنی گئی۔

عیانی ادراک

سلف میں سے ایک شخص نے ایک قبر کو دیکھا کہ وہ آگ کا شعلہ بنی ہوئی ہے اور شیشہ کی مانند ہے کہ اندر کی

ساری آگ نظر آ رہی ہے جس کے بیچ میں میت پھنسی ہوئی ہے۔ العیاذ باللہ! شہر میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ ایک مکاس (محصل چنگی) کی قبر ہے جو آج ہی مرا ہے اس سے معذبین کا ایک برزخی مقام عیاناً واضح ہوا۔

عالم برزخ کے سرمایہ عبرت کے عجیب واقعات

بروایت ابن قیم شعبی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ذکر کیا کہ میں بدر کے مقام سے گزرا تو میں نے (قلیب بدر) میں دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلتا ہے کہ نکل بھاگے تو جب ہی ایک دوسرا شخص اسے گرز سے مارتا ہے جس سے وہ زمین میں اتر جاتا ہے پھر نکلنا چاہتا ہے تو پھر یہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابوجہل ہے جو قیامت تک اسی عذاب میں مبتلاء رہے گا جس سے اہل جہنم کا ایک برزخی مقام عیاناً ثابت ہوا۔

سفیان کہتے ہیں بروایت دواؤد بن شاپور کہ ابوقزعہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک قبر کے اندر سے گدھے کی آواز سنائی دی، پرچھنے پر معلوم ہوا کہ اس میت کی ماں اس سے بولنا چاہتی تو یہ اسے کہا کرتا تھا کہ ہاں گدھے کی طرح تو بھی آواز نکال لے۔ جب سے یہ مرا ہے تو اس کی قبر سے گدھے ہی کی آواز آتی ہے۔

عمر بن دینار کہتے ہیں کہ وہ اپنی بہن کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اترے مگر نکلتے وقت ان کی کوئی قیمتی متاع قبر میں رہ گئی جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے ایک ساتھی کی معاونت سے قبر کھولی اور پونجی مل گئی۔ اسے لیتے وقت ساتھی سے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں دیکھو کہ بہن کس حال میں ہے؟ تو لحد کا ایک حصہ کھولا تو قبر آگ سے مشتعل ہے اسی وقت لحد اور قبر بند کر دی اور آ کر ماں سے پوچھا کہ عمل میں اس بہن کا کیا حال تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ نماز بھی تاخیر سے پڑھتی تھی اور گمان یہ ہے کہ اکثر بے وضو بھی پڑھ لیا کرتی تھی اور پڑوسیوں کے گھروں کے دروازوں میں جا کر گھر والوں کی باتیں چوری چھپے نکال لانے کی عادی تھی۔ اس سے بے نماز اور غیروں کے رازوں کے تجسس کرنے والوں کا برزخی مقام عیاناً معلوم ہوا۔

مرشد ابن حوشب کہتے ہیں کہ میں یوسف بن عمرو کے پاس بیٹھا تھا اور ایک شخص ان کے پہلو میں تھا جس کے چہرے کا ایک حصہ سپاٹ ایک لوہے کی پلیٹ کی طرح تھا۔ یوسف ابن عمرو نے اس شخص سے فرمایا کہ اپنا واقعہ مرشد سے بھی بیان کر دو تو اس نے بیان کیا کہ میں جوانی کے زمانہ میں فحش باتوں میں مبتلاء رہتا تھا کہ طاعون کی وبا پھیلی لوگ مرنے اور دفن ہونے لگے تو میں نے ایک شخص کی قبر کھودی اور خود ایک دوسری قبر پر چڑھ کر بیٹھ گیا تو دیکھا کہ ایک جنازہ آیا اور اسے اس قبر میں دفن کر دیا گیا۔ جب مٹی برابر کر دی گئی تو میں نے دیکھا کہ اونٹ کے برابر دو پرندے سفید رنگ کے مغرب کی طرف اڑتے ہوئے آئے۔ ایک اس میت کے سر کی طرف آ گیا اور ایک پیروں کی طرف۔ پھر ایک قبر میں اترا اور ایک باہر قبر کے منہ پر کھڑا رہا تو میں اس واقعہ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اس قبر کے کنارے آ کھڑا ہوا کہ یہ دو پرندے کیسے ہیں اور کیا کرتے ہیں تو میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ وہ پرندہ کہہ رہا ہے کہ کیا تو وہی نہیں ہے جو سسرالی رشتہ داروں سے ملنے کے لئے دو قیمتی کپڑوں میں بڑی اتراہٹ اور نخوت کے ساتھ چل کر جایا کرتا تھا تو میت نے کہا کہ میں تو بہت کمزور آدمی ہوں اس پر پرندہ نے اس پر نہایت زور کی ضرب لگائی جس سے قبر میں اک دم پانی اور تیل بھر گیا۔ تھوڑی دیر میں جب قبر اصلی حالت میں آئی تو پرندہ

نے پھر وہی بات کہہ کر ضرب لگائی اور قبر کا وہی حال ہوگیا کہ اس میں پانی اور تیل بھر گیا۔ یہاں تک کہ تین بار ایسی ہی ضربیں پڑتی رہیں۔ اس سے فارغ ہو کر پرندوں نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور (غالباً دوسرے پرندہ سے) کہا کہ دیکھ وہ کہاں بیٹھا ہوا ہے؟ اور اس نے ایک طمانچہ کی ضرب میرے چہرے پر لگائی جس سے میرے چہرے کے ایک جانب کے سارے خدوخال مٹ کر چہرہ کا یہ حصہ سپاٹ ہو کر لوہے جیسا ہوگیا اور میں اسی وقت سے اسی حالت میں ہوں۔

اس سے جہاں معذبین کے ایک برزخی مقام کا اندازہ ہوا وہیں یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض دفعہ اس برزخی مقام کے آثار دنیا تک بھی آجاتے ہیں اور عبرت دلانے کے طور پر زندوں کو بھی عذاب قبر دکھلا کر اس عذاب کا کچھ مزہ زندوں کو بھی چکھادیا جاتا ہے۔

ابواسحاق فزاری کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا تو میں نے بہت سے مردوں کو دیکھا کہ ان کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے ہیں۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ اس کی علامت ہے کہ ان کی موت غیر سنت پر واقع ہوئی یا وہ کبائر پر مصر تھے۔

ابن ابی الدنیا نے روایت نقل کی ہے کہ ایک قبر کھودنے والے سے پوچھا گیا کہ تو نے قبر کنی کے سلسلہ میں کوئی عجیب بات بھی دیکھی؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک شخص کی قبر کھولی تو میں نے دیکھا کہ اس شخص کے سارے بدن میں کیلیں ٹھکی ہوئی ہیں اور سر میں ایک بہت بڑی میخ ٹھکی ہوئی ہے اور ایک میت کی کھوپڑی دیکھی کہ اس میں سیسہ بھرا ہوا ہے ان واقعات کی وجہ سے مجھے توبہ نصیب ہوئی۔

عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ذوالصفاح کا انتقال ہوگیا ہم نے کفن دفن کا بندوبست کیا۔ لحد جب بند کرنے لگے تو دیکھا کہ عظیم الجثہ سیاہ سانپ قبر میں ہے جس نے پوری لحد کو اپنے جثہ سے بھر دیا ہے تو ہم نے ڈر کر دوسری قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ موجود ہے، تیسری کھودی تو وہاں بھی اسی سانپ کو موجود پایا۔ آخر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میت معلوم ہوتا ہے کہ مال غنیمت میں چوری کیا کرتا تھا اس کے لئے محنت مت اٹھاؤ تم ساری زمین میں جہاں بھی قبر کھودو گے اس سانپ کو موجود پاؤ گے۔ لہٰذا انہیں میں کسی قبر میں دفن کردو۔

یہ واقعات برزخی مقامات کے عیاناً مشاہدہ پر حجت ہیں

بہرحال یہ اور اسی قسم کے ہزاروں ثابت شدہ واقعات اس کے شاہد عدل ہیں کہ برزخی مقامات کبھی کبھی عیاناً بھی لوگوں کو دکھادیئے جاتے ہیں تاکہ دنیا ان سے عبرت کا سبق لے۔ اس قسم کے کئی واقعات میں نے خود اپنے بزرگوں سے اس دور کے بھی سنے ہیں کہ عذاب قبر اور برزخی مقام لوگوں کے احوال آنکھوں سے دیکھنے میں آئیں۔

برزخی مقامات میں تبدیلی

روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ برزخی مقامات دنیا والوں کی دعاء وایصال ثواب سے تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن نافع سے روایت کیا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ عذاب نار میں مبتلاء ہے ہفتہ عشرہ کے بعد دیکھا کہ وہ اہل نعیم میں سے تھا تو میں نے کہا کہ کیا تو اہل جحیم میں سے نہیں تھا؟ کہا ہاں تھا مگر ہمارے پاس ایک مرد صالح دفن ہوا اسے چالیس آدمیوں کے بارے میں شفاعت کی اجازت دی گئی جن میں سے ایک میں بھی ہوں، اسی طرح مجھے نار سے نجات مل گئی۔

ابن ابی الدنیا ہی یہ بھی ایک روایت کرتے ہیں کہ احمد بن یحییٰ کے ایک رفیق کے بھائی کا انتقال ہوا تو احمد بن یحییٰ نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ ایک آنے والا میری طرف آگ کا شعلہ لے کر بڑھا قریب تھا کہ مجھے بھسم کر دے کہ اچانک ایک بھائی نے دعاء مغفرت کی تو میں بچ گیا۔ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو اس شعلہ بردار نے مجھے مار ڈالا ہوتا وغیرہ۔ جس سے معلوم ہوا کہ دنیا والوں کی سعی و ہمت دعا و ایصال ثواب سے برزخی مقامات مصیبت سے راحت کی طرف تبدیل بھی ہو جاتے ہیں۔

بہر حال برزخی مقامات کی معلومات کرنے کے لئے جس میں اپنا برزخی مقام بھی شامل ہے یہی پانچ طریقے ہیں۔

تتمہ

عذاب قبر میں پھنسانے والے اعمال

اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ عذاب قبر غضب خداوندی کے آثار میں سے ہے، حق تعالیٰ اس روح کو عذاب قبر نہیں دیں گے جس نے اللہ کی معرفت حاصل کی اس سے محبت کی اس کے احکام کی پابندی کی اور اس کے ممانعت کردہ امور سے بچاؤ رکھا اور نہ اس کے بدن کو عذاب قبر میں مبتلاء کیا جائے گا جس میں اس پاک روح نے عمر دنیا گزاری۔

عذاب قبر کی مستحق وہی روح اور وہی بدن ہوگا جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو غضبناک کیا، اس سے جاہل رہنے پر قناعت کی اور توبہ بھی نہ کی اور اسی حالت میں موت آ گئی تو جو بھی جس حد تک ان نافرمانیوں کے سبب غضب الٰہی کا شکار رہے گا۔ اسی حد تک عذاب قبر میں مبتلاء ہوگا۔

یہ نافرمانیاں کچھ قلب کی ہیں کچھ زبان کی ہیں، کچھ منہ، آنکھ، ناک، کان کی ہیں، کچھ ہاتھ، پیر اور بدن کی ہیں اور کچھ شرم گاہ کی ہیں۔

قلب کی معصیتیں، ان کے مفاسد اور ان سے تحفظ کا منصوص طریق

قلب کے معاصی میں سے وہ ارادی اور اختیاری وسوسے اور ایسے خیالات پکاتے رہنا ہے جن سے لوگوں میں فتنہ ابھرے، وہ مبتلائے نزاع وجدال بن جائیں اور لوگوں کی بندھی ہوئی مٹھی کھل جائے اور ان میں اختلاف اور گروہ بندی قائم ہو جائے جس سے ایک دنیا فتنہ و فساد کا مرکز بن جائے۔

اس سے بچنے کے لئے حدیث نبوی میں یہ دعا ارشاد فرمائی گئی ہے: ''اعوذ باللہ من وساوس الصدر وشتات الامر وفتنة القبر''

(ترجمہ) اے اللہ میں سینہ کے وساوس سے پناہ مانگتا ہوں اور امر دینی کی پراگندگی اور انتشار سے پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے فتنہ سے پناہ کا طلبگار رہوں۔

غلط خیالات پکاتے رہنے سے دل جمعی باطل ہوجاتی ہے۔ دل میں انتشار پیدا ہوجاتا ہے جس سے پراگندہ خاطر انسان کے عمل اور افعال میں انتشار اور پراگندگی پیدا ہوجاتی ہے وہ ہر وقت نفسانی خیالات سے ڈانواڈول اور مذبذب رہتا ہے اور اسے اس کے سواء کچھ نہیں سوجھتا کہ اپنے فاسد تخیلات سے لوگوں کے معاملات میں ٹانگ اڑاتا رہے انہیں پراگندہ خاطر اور پریشان بناتا رہے، جس سے اس کا اور اس کے زیر اثر لوگوں کا دین پراگندہ اور وسوسوں کا شکار ہوجاتا ہے اور ان کے دلوں کا کوئی مرکز حقیقی باقی نہیں رہتا جو حق اور حق کی بھیجی ہوئی حقانی ہدایت کے سواء دوسرا نہیں، اس لئے وہ رات دن باطل اور بے حقیقت بے بنیاد امور میں لگ کر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا دین برباد کرلیتا ہے اور پھر یہی دین وعمل کا انتشار روح کے انتشار کا سبب بنتا ہے اور جب یہ پراگندہ خاطر روح قبر میں اسی انتشار کو لے کر پہنچے گی جس میں جمعیت خاطر اور یکسوئی نہ ہوگی تو اس سے برزخ اور قبر میں بھی انتشار رونما ہوگا جو اسے ہمہ وقت بے چین اور بے سکون رکھے گا اور قبر کے فتنوں اور عذابوں کا ذریعہ بنتا رہے گا۔

دنیا میں یہ فتنے اعمال کی صورت میں ظاہر ہوکر دنیا خراب کرتے ہیں اور برزخ میں بھی فتنے مختلف ڈراؤنی شکلوں میں نمایاں ہوکر برزخی زندگی کی خوشحالی کو ضائع کردیتے ہیں جس سے واضح ہے کہ سینہ کا وسواسی انتشار سینہ سے باہر دنیا کے انتشار کا سبب ہے اور دنیوی زندگی کا انتشار برزخی زندگی کے انتشار کا سبب ہے۔ اس لئے اس حدیث پاک میں یہ تینوں چیزیں وسوسہ صدر، پراگندگی امر اور فتنہ قبر مرتب طریق پر ترتیب کے ساتھ ذکر فرمائی گئیں ہیں جن میں ہر پہلی چیز دوسری چیز کا سبب ہے۔

زبان کی معصیتیں اوران سے تحفظ کا طریق

زبان کے گناہوں میں جو چیزیں بنص حدیث نبوی عذاب قبر کا سبب بنتی ہیں وہ چغل خوری، جھوٹ، جھوٹی گواہی، بہتان بندی، پس پشت پاکبازوں پر تہمتیں اٹھانا، زبان بندی کی تیزی اور بدلگامی سے فتنے کھڑے کرنا، خلاف سنت طریقوں کی طرف بلانا، کلام میں بے احتیاطی اور بے پرواہی سے رطب ویابس بولتے رہنا وغیرہ ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے دو قبروں کے مردوں کو عذاب میں مبتلاء دیکھا اور فرمایا کہ انہیں عذاب دیا جارہا ہے ایک چغل خوری کیا کرتا تھا (جس سے لوگوں میں عداوتیں پھیلتی تھیں) اور حدیث شعبہ میں بجائے چغل خور کے یہ ہے کہ ان میں سے ایک غیبتیں کیا کرتا تھا جس سے لوگوں میں بیزاری اور جذبۂ عناد پیدا ہوتا ہے اور یہ دونوں زبان ہی کے گناہ ہیں۔

دوسرے شخص کے بارہ میں فرمایا گیا کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (جو وسوسے پیدا کرتی ہیں اور طہارت ناقص رہ جاتی ہے) اور ظاہر ہے کہ ناقص طہارت سے (یعنی پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا) نماز بلا طہارت کے رہ جاتی ہے جو پورے بدن کا گناہ ہوا۔

نیز عبداللہ ابن مسعود ﷜ کی حدیث اسی مضمون میں گزر چکی ہے کہ ایک شخص کو قبر میں کوڑوں سے مارا جار ہا تھا کہ ہر کوڑے کی ضرب سے اس کی قبر آگ سے بھر جاتی تھی۔ وہ بلا طہارت کے نماز پڑھنے والوں میں سے تھا۔ ایسے ہی لوگوں کا مال ناحق اڑانے والوں کے لئے بھی عذاب قبر کی خبر دی گئی۔ یہی صورت زانی اور لوطی کی بھی ہے جو شرمگاہ کے گناہ ہیں۔ ناجائز مال، رشوت سود بٹہ، چوری، ڈکیتی وغیرہ کی کمائی پر بھی عذاب قبر کا ثمرہ مرتب ہونا بتلایا گیا ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کو زبان یا ہاتھ سے ایذاء پہنچانے کا ثمرہ بھی عذاب قبر بتلایا گیا ہے۔ اسی طرح لوگوں کے ڈھکے چھپے معاملات کی ٹوہ لگانے اور انہیں رسوا کرنے کی سعی کا ثمرہ بھی یہی عذاب قبر فرمایا گیا ہے۔

اسی طرح ملحد اور کلمات خداوندی اور نبی کی سنتوں پر اپنی رائے اپنے ذوق اور اپنی سیاست کو مقدم رکھنے والوں کے لئے بھی عذاب قبر کی دھمکی آئی ہے۔ یہی صورت گانے بجانے والوں اور گانا بجانا سننے والوں کے لئے بھی ارشاد ہوئی ہے۔ یہی صورت ان لوگوں کے لئے بھی فرمائی گئی ہے جن کو اگر کسی بے جا حرکت پر خدا رسول سے ڈرایا جائے تو پرواہ نہ کریں اور کبھی اس بدی کو نہ چھوڑیں لیکن اگر کسی مخلوق یا حاکم سے ڈرا دیا جائے تو کانپ جائیں اور اس بدی سے باز آجائیں وغیرہ وغیرہ جیسے امور عذاب قبر کا سبب بنتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہا!

ان سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزانہ سوتے وقت آدمی چند منٹ بیٹھ کر یہ سوچ لیا کرے کہ اس نے آج دن میں ان باتوں میں سے کون کون سی حرکت کی ہے اور سچے دل سے توبہ کر لیا کرے توبہ کے بعد اگر سوتے ہوئے موت واقع ہو جائے گی تو وہ توبہ پر مرے گا۔ یہ رات اس کے لئے مبارک ہوگی اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور اگر زندہ رہا تو اس توبہ کی برکت سے وہ آنے والے دن میں نیکی کا استقبال کنندہ ثابت ہوگا اور روزانہ یہ سلسلہ جاری رہا تو زندگی ان معاصی سے ان شاء اللہ پاک ہو جائے گی اور عذاب قبر کا خطرہ نہیں رہے گا۔

وہ اعمال جو عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہیں

ان ذکر کردہ اعمال قبیحہ کے مقابلہ میں شریعت نے ان اعمال کی نشاندہی بھی فرمائی ہے جو عذاب قبر سے نجات دینے والے ہیں۔

ذکر اللہ میں مشغول رہ کر سونا، خواہ کوئی بھی اللہ کا نام ہو، عذاب قبر سے امان ہے۔ سورہ ملک کی سوتے وقت تلاوت کو قبر کے لئے روشنی اور چاندنی فرمایا گیا ہے جس سے ظلمت قبر رفع ہوتی ہے۔ اس سورہ پاک کو منجیہ یعنی عذاب قبر سے نجات دینے والی فرمایا گیا ہے۔ ابن عباس ﷜ نے ایک شخص سے فرمایا کہ میں تجھے ایک تحفہ دیتا ہوں جس سے تجھے فرحت اور خوشی حاصل ہوگی اور وہ اس سورہ تبارک الذی ہے اسے خود بھی یاد کر، اپنے اہل وعیال کو بھی یاد کرا اور گھر کے بچوں اور پڑوسیوں کو بھی حفظ کرادے کہ یہ عذاب قبر سے نجات دلانے والی سورت ہے اور قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لئے حق تعالیٰ سے جھگڑے گی اور عذاب نار سے بھی بچالے جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ یہ سورت ہر انسان کے دل میں محفوظ ہو۔ اسی طرح ایک طویل حدیث گزر چکی ہے جس میں مختلف اعمال کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ انہوں نے قبر کے مختلف قسم کے عذابوں میں پھنسے ہوئے لوگوں کو عذاب سے بچالیا۔

اسی طرح سورہ الم السجدہ کی تلاوت کو بھی جو سوتے وقت کی جائے عذاب قبر سے نجات دہندہ فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ دجال کے فتنہ کے وقت لوگ کثرت سے عذاب قبر میں مبتلاء ہوں گے اور فتنۂ دجال سے بچاؤ کے لئے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کو بطور علاج کے لئے ذکر فرمایا گیا ہے۔ اس کا طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سورہ کہف کی تلاوت عذاب قبر سے بچانے والی ہے۔

بہرحال نیند اور موت دونوں کو بھائی کہا گیا ہے اس لئے سوتے وقت کے اعمال خیر موت و مابعد الموت کے وقت بھی خیر ثابت ہوں گے اور ذریعۂ نجات بنیں گے۔ اس لئے سونے کے وقت کی دعائیں جو سنت سے ثابت ہیں اور علماء نے انہیں یکجاء کر کے شائع بھی کر دیا ہے۔ ہر مسلم گھرانے میں رائج رہنی چاہئیں۔ جو ان شاء اللہ دنیا اور آخرت دونوں کو نور و برکت اور فرحت و مسرت سے بھر دیں گے۔

حق تعالیٰ ہم سب غلامان نبوی اور پیروان سنت مصطفوی کو اپنے غضب وقہر اور عذاب نار و عذاب قبر سے محفوظ رکھے اور سب کو حسن خاتمہ کی نعمت سے نوازے اور قبر و حشر کی پر از نعمت زندگی نصیب فرما دے۔

آمین یا رب العالمین!

برزخی مقام کی قطعی تعیین تکمیل اعمال یعنی موت کے بعد ہی ہوتی ہے

استدلال شرعی (مع اپنی تین قسموں کلی اور جزئی کے) کشف قبور جس کا طریقہ مراقبہ ہے منامات صادقہ، عبرت و اعتبار اور عیان و مشاہدہ سے کشف مقامات برزخ کا کام نکل سکتا ہے اس میں ایک بات ذہن میں اور آتی ہے وہ یہ کہ زندہ انسان کا برزخی مقام علم الٰہی میں تو طے شدہ اور معین ہے جو بطون حق میں صور علمیہ کی شکل میں موجود ہے لیکن خارج میں اور بالفاظ دیگر برزخ میں زندہ کے انتقال سے پہلے یہ پورا مقام مشخص نہیں ہوسکتا کیونکہ برزخی مقامات کا تعلق اعمال دنیا سے ہے اور وہ موت سے پہلے مکمل اور ختم نہیں ہوتے۔

اس لئے زندہ کا برزخی مقام بالاجمال تو کشف و منام سے منکشف ہوسکتا ہے لیکن مکمل طور پر سامنے نہیں آسکتا۔ ان طریقوں سے صرف اس کی مجموعی حیثیت و نوعیت منکشف ہوسکتی ہے۔ تشخص کے ساتھ ساری تفصیلات بظاہر نہیں کھل سکتیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم!

یہ چند منتشر اور پراگندہ باتیں ذہن میں سانح ہوئیں جو عرض کی گئیں ان میں طوالت ہوگئی۔ مگر آں محترم نے مکرمت نامہ میں ''وسیع تبصرہ'' کے لفظ سے اس کی گنجائش دے دی تھی تو خیر یہ تبصرہ تو کیا ہوتا وسیع ضرور ہوگیا اور اوراق سیاہ کر دیئے گئے۔

محمد طیب غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۲ر صفر ۱۳۸۹ء بمطابق ۲۰ر اپریل ۱۹۶۹ء

